ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

34

www.tanzeem.org

27 اگست تا 2 ستمبر 2013ء/17 تا 23 شوال المکرّم 1434ھ

دھوکے فریب کی انتہا

’’عالمی صہیونیت اور عالمی صلیبیت کے دھوکے فریب اور تضلیل کی حد یہ ہے کہ وہ اپنے اور ان خود ساختہ تنظیموں کے درمیان — جن کو انہوں نے خود بنایا، خود پروان چڑھایا اور مادی اور ادبی لحاظ سے خود ان کی مدد کی ہے — مصنوعی اور ظاہر فریب لڑائی بھی برپا رکھتی ہیں۔ اور دوسری طرف ظاہری و باطنی امداد کے ساتھ ان کی حفاظت بھی کرتی ہیں، اور اپنے نشری اداروں اور خبر رساں ایجنٹوں کے ذریعے سے ان کی خدمت کرتی ہیں۔ یہ مصنوعی جنگ اور ظاہری عداوت اس لیے ہے تاکہ ان کا مکروفریب چھپا رہے۔ کم و بیش تین صدیوں سے وہ اپنے ایجنٹوں پر پردہ ڈالنے اور ان کی کارروائیوں کو دوسروں سے چھپائے رکھنے کے لیے یہی کچھ کر رہی ہیں۔ یہ ایجنسیاں وہ کام کرتی ہیں جو صہیونیت اور صلیبیت خود انجام نہیں دے سکتی۔ ان کا مقصد اقدار و اخلاق کی تباہی، عقائد و تصورات کی بربادی اور عالم اسلام کو اس کی قوت کے اولین مرکز سے علیحدہ کرنا ہے۔ مسلمانوں کی قوت اس میں ہے کہ ان کی زندگی کی بنیاد اپنے دین و شریعت پر ہو۔ یہودیت وہ چاہتی ہے جو ان کے خوفناک پروٹوکول بتاتے ہیں، اور صلیبیت وہ چاہتی ہے جو ان کی مشنری انجمنیں طے کرتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ دوسروں کی آنکھوں سے چھپا کر کیا جاتا ہے۔

جب عالم اسلام کا کوئی علاقہ اس مکروفریب، اس اسلام نما کفر و الحاد سے بچ جائے اور ان نام نہاد دینی انجمنوں کی گرفت میں نہ آئے، فسق و فجور اور بے دینی کو ترقی، تہذیب اور تجدد تسلیم نہ کرے تو پھر اسلام اور مسلمانوں پر جھوٹی تہمتوں اور بہتانوں کی فوجیں چڑھا دی جاتی ہیں۔ اُس وقت عالمی خبر رساں ادارے اور عالمی نشر و اشاعت کی ایجنسیاں اندھے بہرے ہو جاتے ہیں، اور اس خباثت کا کوئی نوٹس نہیں لیتے۔ سادہ لوح، نیک مسلمان اس سارے معرکے کو ایک شخصی یا گروہی معرکہ سمجھتے ہیں اور اسے اسلام کے خلاف کوئی بڑی معاندانہ کارروائی نہیں جانتے۔ اور ان میں سے بعض ’’خدمتِ دین‘‘ کے نام پر سادگی کے ساتھ، معمولی وعظ و تلقین، درس و تدریس میں مصروف رہتے ہیں، جب کہ پورا دین مٹایا جا رہا ہے۔ اس کی جڑ بنیاد اکھاڑی جا رہی ہے۔ غاصب اور ڈاکو اقتدارِ الٰہی کو چھین رہے ہیں، اور وہ طاغوت جس کا انکار کرنے کا انہیں حکم ملا تھا وہ انسانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگیوں پر حکمران ہے۔‘‘

تفسیر فی ظلال القرآن

سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

وزیراعظم کا قوم سے خطاب

قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

نیل کے ساحل سے لے کر......

اسلامی دنیا کو کمزور کرنے کے عملی راستے

کنٹرول لائن پر کشیدگی......

شام کا بحران اور تیسری عالمی جنگ (II)

انقلابی توحید

مصر، اسلامی ریاست کا خواب

امام حسن البناءؒ

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

سُورۃ اِبْرٰھِیْم
(آیات:22،23)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ
وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

آیت ۲۲ ﴿وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ﴾ ’’اور شیطان کہے گا (اُس وقت) جب فیصلہ چکا دیا جائے گا‘‘

جب تمام بنی نوع انسان کی قسمت کا فیصلہ ہو جائے گا اور اہل جنت کو جنت کی طرف اور اہل جہنم کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہو گا تو شیطان کہے گا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ﴾ ’’(دیکھو لوگو!) اللہ نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا سچا وعدہ‘ اور میں نے بھی تم سے وعدے کیے تھے تو میں نے تم سے (اپنے وعدوں کی) خلاف ورزی کی۔‘‘

﴿وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ﴾ ’’لیکن میرے پاس تم پر کوئی اختیار نہیں تھا‘‘

میں تم پر کسی قسم کا جبر نہیں کر سکتا تھا اور تمہیں زبردستی برائی کی طرف نہیں لا سکتا تھا۔ یہ اختیار مجھے اللہ نے دیا ہی نہیں تھا۔

﴿اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ﴾ ’’سوائے اس کے کہ میں نے تم لوگوں کو دعوت دی اور تم نے میری دعوت کو قبول کر لیا۔‘‘

میں نے تم لوگوں کو ورغلایا‘ معصیت کی دعوت دی‘ اللہ کی نافرمانیوں اور بے حیائی کے کاموں کی ترغیب دی اور تم لوگوں نے میرا کہا مان لیا۔

﴿فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ﴾ ’’تو اب تم لوگ مجھے ملامت نہ کرو‘ بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔‘‘

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سارے احکام تمہارے سامنے تھے‘ اس کے راستے کے تمام نشانات تم پر واضح تھے۔ ان سے روگردانی کر کے تم لوگوں نے اپنی مرضی سے میرے راستے کو اختیار کیا۔ میں تمہیں زبردستی کھینچ کر اس طرف نہیں لے کر آیا۔ چنانچہ آج مجھے کوسنے کے بجائے اپنے آپ کو لعن طعن کرو۔

﴿مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ﴾ ’’اب نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو۔‘‘

﴿اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ﴾ ’’بلاشبہ میں انکار کرتا ہوں اس کا جو قبل ازیں تم مجھے (اللہ کا) شریک ٹھہراتے رہے تھے۔‘‘

تم نے دنیا میں جو کچھ بھی کیا تھا انتہائی غلط کیا تھا۔ تم لوگوں کو اللہ کے احکام پر عمل کرنا چاہیے تھا اور اُس کے وعدے پر اعتبار کرنا چاہیے تھا۔ تم لوگ نہ صرف اللہ کے احکام کو پس پشت ڈال کر میرا کہا مانتے رہے بلکہ مجھے اس کے برابر کا درجہ بھی دیتے رہے۔ آج میں تمہارے ان سب اعتقادات سے اعلانِ براءت کرتا ہوں۔

﴿اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾﴾ ’’یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔‘‘

آیت ۲۳ ﴿وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾﴾ ’’اور داخل کیے جائیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے ہوں گے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہوں گے ایسے باغات میں جن کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی‘ وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ ہمیش اپنے رب کے حکم سے۔ وہاں ان کی ملاقات کی دعا (ایک دوسرے پر) سلام ہوگی۔‘‘

فرمان نبویؐ

دخول جنت کا ذریعہ بننے والے اعمال

وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ قَالَ: ((تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا، وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِی الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ)) (بخاری و مسلم)

حضرت ابوایوب انصاریؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا، مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو دخول جنت کا باعث ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ کی بندگی کر، اس میں کسی کو شریک نہ بنا، نماز قائم کر، زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر!‘‘

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وزیراعظم کا قوم سے خطاب

میاں محمد نواز شریف نے مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تیسری مرتبہ وزیراعظم منتخب ہونے کے بعد پہلی مرتبہ قوم سے خطاب کیا۔ یہ ایک مفصل خطاب تھا جس میں پاکستان کو درپیش ہر مسئلے کا عمومی انداز میں ذکر تھا لیکن کرپشن، توانائی بحران اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کا خاص طور پر ذکر تھا۔ انہوں نے قوم کو بتایا کہ جب 1999ء میں ان کی حکومت ختم کی گئی تو پاکستان تین ہزار ارب کا مقروض تھا آج 14 سال بعد پاکستان 14500 ارب روپے کا مقروض ہے۔ انہوں نے نندی پور اور نیلم جہلم منصوبوں کا ذکر کرتے ہوئے قوم کو بتایا کہ یہ منصوبے قومی سطح پر کس قدر اہم تھے لیکن کرپشن کی وجہ سے یہ تاخیر اور التوا کا شکار ہوئے اور اب ان کی لاگت پر کئی سو ارب روپے زائد خرچ ہوں گے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم انتہا پسندوں کے ساتھ مذاکرات کریں گے لیکن اگر مذاکرات سے دہشت گردی نہ رک سکی تو ہم ان کے خلاف پوری ریاستی قوت کے ساتھ جنگ کریں گے۔ انہوں نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہمیں اصل ضرورت معاشی ترقی کی ہے۔ انہوں نے لائن آف کنٹرول پر کشیدگی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ دونوں ممالک کو برداشت اور تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور دونوں ممالک کو غربت اور جہالت کے خلاف جنگ کرنا ہوگی۔ انہوں نے ایک گھنٹہ طویل خطاب میں دین و مذہب اور اسلام کے حوالہ سے ایک لفظ تک زبان سے نہ نکالا۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنی گفتگو کا اختتام ان الفاظ پر کیا کہ ہمیں اللہ کی تائید و نصرت حاصل ہے اور نبی اکرم ﷺ کی رحمت ہم پر سایہ فگن ہے۔ ان کا یہی جملہ ہماری اس تحریر کا اصل سبب بنا لیکن اس حوالہ سے کچھ عرض کرنے سے پہلے ہم ان مسائل کے حوالہ سے سرسری طور پر کچھ کہنا چاہیں گے جو ان کے خطاب میں مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔

وزیرِعظم نے چودہ سال میں ہونے والی کرپشن کا ذکر کیا۔ گزشتہ چودہ سال میں 1999ء سے لے کر 2008ء تک مشرف پاکستان میں سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ اور 2008ء سے 2013ء تک پاکستان پر زرداری کی پاکستان پیپلز پارٹی نے حکومت کی۔ اصولی طور پر میاں صاحب کو دونوں کی کرپشن اور بدعنوانیوں کا الگ الگ ذکر کرنا چاہیے تھا۔ ہم سمجھتے ہیں پرویز مشرف کا دور پاکستان کی تاریخ کا سیاہ اور بدترین دور تھا۔ دہشت گردی اور اس کے خلاف جنگ کا وبال ہم پر اسی شخص کی وجہ سے پڑا جو آج تک ہم بھگت رہے ہیں۔ اس نے اس پرائی جنگ کو اپنے آنگن میں گھسیٹ کر پاکستان کو جھلسا دیا اور پاکستان مسلمان افغان بھائیوں کے خلاف امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بنا۔ روشن خیالی کے نام پر اس نے پاکستان میں بے حیائی کو عام کیا۔ اسی کے زمانے میں اسلامی شعائر کا استہزا عام ہوا جو آج تک ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ گویا ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ابلیسی ذہنیت کا مالک ایک حکمران تھا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کے دور میں پاکستان کی معاشی حالت بہتر ہوئی۔ اس کے دور میں ڈالر 60 روپے سے نہ بڑھ سکا اور کرپشن اسی درجہ کی تھی جیسے اس سے پہلے پاکستانی حکمران کرتے چلے آ رہے تھے۔ کرپشن کے سمندر میں تو پاکستان زرداری دور میں ڈوبا رہا۔ معیشت کا حلیہ تو پاکستان پیپلز پارٹی نے بگاڑا۔ ڈالر نے سینچری اسی دور میں مکمل کی۔ ایسے ایسے مالیاتی اسکینڈل منظرِ عام پر آئے کہ انہیں قلمبند کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ ہمارا میاں صاحب سے سوال ہے کہ کرپشن کے معاملے میں آپ نے زرداری اینڈ کمپنی کو سنگل آؤٹ کیوں نہیں کیا اور جس ہمالائی کرپشن کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کے خلاف تحقیقات اور ذمہ داران کو عبرت ناک سزائیں دینے کا اعلان کیوں نہیں کیا۔ کہیں عمران خان درست تو نہیں کہتے کہ یہ باہمی مک مکا کا نتیجہ ہے، کیونکہ آپ کے برادرِ خورد کی سربراہی میں 2008ء سے 2013ء تک پنجاب یعنی 62 فیصد پاکستان پر مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی۔

میاں صاحب! ''انتہا پسندوں'' سے مذاکرات پاکستان کے لیے انتہائی اہم ہیں، لیکن اس بات کو بھی ذہن میں رکھیں کہ امریکہ نے ہمیشہ ایسے مذاکرات کو سبوتاژ کیا ہے۔ گورنز او رکرزئی نے پاکستان تحریک طالبان سے کامیاب

تا خلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

27 اگست تا 2 ستمبر 2013ء — جلد 22
17 تا 23 شوال المکرم 1434ھ — شمارہ 34

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638، فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03، فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا-------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر ''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

مذاکرات کیے۔ نیک محمد کے گلے میں ہار ڈالے، لیکن چند روز بعد ہی امریکی ڈرون نے نیک محمد کو شہید کر دیا۔ چند ماہ پہلے تحریک طالبان پاکستان کے ڈپٹی لیڈر ولی الرحمٰن جو مذاکرات کے لیے تمام گروپس کو رضامند کر رہے تھے اور امن کے حوالہ سے پرخلوص کوششوں میں مصروف تھے انہیں بھی ڈرون حملے سے شہید کر دیا گیا۔ امریکی ردعمل سے لاتعلق ہوئے بغیر مذاکرات کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا امریکہ نے امن کی شاہراہ کو جن بلڈوزروں سے بند کیا ہوا ہے انہیں راستہ سے ہٹانا ہوگا۔ اس کے بغیر امن مذاکرات کسی صورت کامیاب نہیں ہو سکتے۔ رہ گئی بات ریاستی طاقت کے استعمال کی تو ہم سمجھتے ہیں کہ اگرچہ حکومتی رٹ قائم کرنے کے لیے ریاستی قوت کا استعمال ناگزیر ہوتا ہے لیکن میاں صاحب ذہن میں رکھیں کہ تحریک طالبان پاکستان کے خلاف طاقت کے استعمال کا مشورہ بلکہ حکم دینے والا امریکہ تحریک طالبان سے جنگ کی صورت میں آپ کے ساتھ نہیں ہوگا بلکہ مخالفین کی پشت پناہی کر رہا ہوگا۔ اس لیے کہ وہ پاکستان میں انتشار اور بدامنی کا خواہاں ہے۔ پاکستان ایٹمی صلاحیت کا حامل ایک اسلامی ملک ہے، لہٰذا اسے غیر مستحکم کرنا امریکہ، اسرائیل اور بھارت کے ایجنڈے میں سرفہرست ہے۔ امریکی جنگ سے علیحدہ ہوئے بغیر نہ مذاکرات کامیاب ہو سکتے ہیں اور نہ ہم کسی بے سروپا جنگ میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ رہ گیا توانائی بحران تو میاں صاحب بھارت کی آبی جارحیت سے نمٹے اور ڈیمز کی تعمیر کیے بغیر توانائی بحران پر قابو پانا محض طفل تسلیاں ہیں، جن کی یہ قوم عادی ہے۔

جہاں تک وزیراعظم کے خطاب کے اختتام پر اللہ کی تائید و نصرت اور نبی اکرم ﷺ کی رحمت کے سایہ فگن ہونے کا تعلق ہے تو ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا کرتے ہیں کہ اُن سمیت کسی بھی مسلمان حکمران کو اللہ کی رضا' تائید اور نصرت حاصل ہو جائے کہ دنیا و آخرت میں کامیابی کی یہ واحد شرط ہے۔ یہی مسلمان کی اصل ضرورت اور ہدف ہونا چاہیے۔ مسلمان اگر اللہ کی رضا' تائید اور نصرت کا متمنی اور خواہش مند نہیں تو ذلت اور خسارہ اس کا مقدر ہوتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جو بیج کر گندم کاٹنے کی توقع کرنا' مغرب کی طرف رواں دواں ہو کر مشرق میں منزل پا لینے کی خواہش کرنا حماقت عظمیٰ نہیں تو اور کیا ہے۔ میاں صاحب اس مرتبہ آپ نے انتہائی صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے اپنی انتخابی مہم میں صرف دنیوی مسائل کی بات کی اور دین و مذہب کا ذکر تک نہ کیا۔ اب تک کی 75 دنوں کی حکومت میں ایک قدم بھی اسلام کی طرف نہ اٹھایا۔ لوڈ شیڈنگ پانچ سالوں تک ختم کرنے کی بات کی، لیکن اس مدت میں اسلامی نظام' اللہ کا دین نافذ کرنے یا اس سمت پیش رفت کا ذکر بھی نہیں کیا، کسی عزم یا کسی ایسے ارادے کا اشارتاً بھی اظہار نہیں کیا۔ ہمیں کسی کو شرمندہ نہیں کرنا محض یاددہانی کا معاملہ ہے۔ میاں نواز شریف اپنے والد محترم میاں محمد شریف مرحوم و مغفور اور برادر خورد شہباز شریف کی معیت میں وزیراعظم کی حیثیت میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ساتھ پختہ وعدہ کر کے گئے کہ وہ ایک سال میں سود ختم کر دیں گے، لیکن خود ایک بینک کے ذریعے سود کے خاتمے کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر دی۔ جس کے نتیجہ میں یہ معاملہ آج تک سرد خانے میں پڑا ہوا ہے۔ یہ بھی شنید ہے (دروغ بر گردن راوی) کہ میاں صاحب نے جبری جلاوطنی کے دوران بیت اللہ میں اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ اگر انہیں اب موقع ملا تو وہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کر دیں گے۔ 1999ء اور 2013ء کے درمیان انہوں نے اپنا یہ عزم دہرایا جس کے عینی گواہ موجود ہیں۔ اقتدار میں آنے سے چند ماہ پہلے 25 مارچ 2012ء کو مشہور صحافی انصار عباسی کے SMS کا جواب دیتے ہوئے میاں صاحب کے جوابی SMS کے اختتامی الفاظ ہیں:

"I vow to make Pakistan an Islamic welfare state if Almighty blesses me with an opportunity in future." میاں صاحب اللہ سے کیے گئے وعدے کوئی انتخابی عوامی مہم کے وعدے نہیں ہوتے کہ کہا جائے کہ رات گئی اور بات گئی۔ اللہ رسی دراز ضرور کرتا ہے، لیکن اس کی پکڑ بڑی شدید ہوتی ہے۔ دنیا میں بلندیوں پر جانے والا اپنی پرواز پر خوش بہت ہوتا ہے، لیکن اسے یہ بھی جاننا چاہیے کہ جس قدر بلندی سے گرے گا اتنا ہی زیادہ چکنا چور ہوگا۔ امریکہ نہ ایران کے رضا شاہ پہلوی کو بچا سکا نہ حسنی مبارک اور پرویز مشرف کو' ہم آپ ہی کی خیر خواہی میں آپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ اس رب العزت کا دامن تھام لیں جو دنیا ہی کی نہیں کائنات کی سپریم قوت ہے، جس کے سامنے متحدہ عالمی قوتیں تنکے کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں۔ کیا آپ کو اس کی ہلکی سی جھلک افغان طالبان کے ہاتھوں عالمی قوتوں کی ذلت آمیز شکست کی صورت میں نظر نہیں آتی؟ اللہ تعالیٰ وہ سپریم قوت ہے جس کے ''کن'' پر ''فیکون'' پلک جھپکنے سے کہیں پہلے ہو جاتا ہے۔ وہی عزت دیتا ہے اور وہی رسوا کرتا ہے۔ اس کی رضا' تائید اور نصرت کے لیے خوش کن باتوں کی نہیں، عمل کی ضرورت ہے۔ آپ اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کو نافذ کرنے کی نیت' عزم اور ہمت کریں۔ پھر دیکھیں، آپ کو اللہ کی تائید اور نصرت کتنی فراوانی سے حاصل ہوتی ہے، ناممکن ممکن ہو جائے گا۔ بصورت دیگر خاکم بدہن آپ اور آپ کا خاندان ہی نہیں اسلام کے نام کو جھوٹ کے طور پر استعمال کرنے والا یہ ملک بھی نسیاً منسیاً ہو سکتا ہے۔ دانشمند وہ ہے جو دوسروں کے انجام سے عبرت حاصل کرے نہ کہ خود اپنے انجام کا منتظر رہے۔

پریس ریلیز 23 اگست 2013ء **حافظ عاکف سعید**

سودی معیشت کی بنا پر اللہ اور اُس کے رسولؐ سے حالت جنگ میں ہونے کے باوجود وزیراعظم کا نصرت الٰہی کے شامل حال ہونے کا دعویٰ محض خود فریبی ہے

نواز شریف اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کر کے حقیقی معنوں میں اللہ کی تائید اور نصرت حاصل کریں

اللہ کی تائید اور نصرت صرف اس کی فرمانبرداری سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ وزیراعظم کے قوم سے خطاب پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وزیراعظم نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالہ سے کوئی بات نہیں کی، حالانکہ وہ اقتدار میں آنے سے پہلے مختلف مواقع پر واشگاف الفاظ میں کہہ چکے ہیں کہ اب اگر اللہ نے اُنہیں موقع دیا تو وہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ ٹیلی ویژن چینلز پر اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے عریانی اور فحاشی کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ سودی لین دین ہماری معیشت کا جزو لاینفک بنا ہوا ہے، جسے اللہ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیا ہے۔ ہر سطح پر دینی شعائر کا استہزا کیا جا رہا ہے۔ لیکن حکومت کے کان پر جوں نہیں رینگ رہی۔ اس کے باوجود وزیراعظم کا یہ دعویٰ کہ اُنہیں اللہ کی تائید اور نصرت حاصل ہے اور اُن پر نبی اکرم ﷺ کی رحمت سایہ فگن ہے، خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔ اُنہوں نے زور دے کر کہا کہ اگر اللہ اور رسول ﷺ کی رضا اور خوشنودی مطلوب ہے تو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا ہوگا اور نبی اکرم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔ خدا ہمارے حکمرانوں کو توفیق بخشے کہ وہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کر کے حقیقی معنوں میں اللہ کی تائید اور نصرت حاصل کریں۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

عید الفطر اور امت مسلمہ

’’قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں‘‘

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کا خطاب عید الفطر

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات محترم! عید الفطر کا عظیم الشان اجتماع اصلاً اللہ کے حضور اظہارِ تشکر کے لئے ہے۔ شکر کس بات کا؟ اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ماہِ رمضان کی صورت میں نیکیوں کا موسمِ بہار عطا فرمایا اور موقع عطا فرمایا کہ اس ماہ مبارک میں ہم اللہ کی رحمت، مغفرت اور اجر و ثواب سے اپنے دامن کو بھر کر آخرت کی کامیابی کا سامان فراہم کریں۔ میں سوچ رہا تھا کہ دنیا کی تمام اقوام میں موسم بہار کے حوالے سے قومی تہوار منانے کا رواج ہے۔ مسلمانوں کے لئے نیکی اور خیر کے حوالے سے موسم بہار دراصل ماہِ رمضان ہے۔ اس موسم بہار کے اختتام پر ہمارا یہ دینی تہوار ہے، جس کا عنوان ہے ’’عید الفطر‘‘۔ عید پر وہ پابندیاں ختم ہوگئیں جو اس سے پہلے جاری تھیں۔ یعنی صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جنسی خواہش پوری کرنے کی پابندی۔

سورۃ البقرہ کی جس آیت میں ماہ رمضان کے روزے کی فرضیت اور قرآن کی عظمت و افادیت اور نزول کا ذکر ہے، اس کے آخری الفاظ میں عید منانے کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔

﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۱۸۵)﴾

’’اور (یہ آسانی کا حکم) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کر لو اور اس احسان کے بدلے کہ اللہ نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو۔‘‘

دیکھئے! رمضان المبارک روزے کی عبادت کا مہینہ بھی ہے اور جشن نزول قرآن کا مہینہ بھی۔ چنانچہ اس ماہ کے لئے ہمیں دن میں روزہ اور رات میں قرآن کے ساتھ قیام کا پروگرام دیا گیا ہے۔ مسلمان دن میں پورے آداب کے ساتھ روزہ رکھے اور رات کا کم از کم ایک تہائی حصہ قرآن کے ساتھ ضرور گزارے۔ قرآن ایسی عظیم نعمت ہے جس پر لوگوں کو جشن منانا چاہئے۔ یہ زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ سورۃ یونس میں فرمایا:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط﴾ (آیت:58)

’’(اے نبی ﷺ) ان سے کہہ دیجئے کہ یہ قرآن جو لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت اس پر لوگ خوشیاں منائیں۔‘‘

مسلمانوں کو جشن منانا ہے تو قرآن کا جشن منائیں۔ اِس لئے کہ قرآن وہ عظیم نعمت ہے کہ جو ان تمام چیزوں سے جو لوگ جمع کرتے ہیں قیمتی اور بہتر ہے۔ لہٰذا خوشی اور مسرت اور جشن اس پر منانا چاہیے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ کی اس آیت میں بھی جو میں نے سنائی، آخر میں فرمایا:

﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ﴾

’’تاکہ تم تعداد پوری رکھو (روزے مکمل کرو)۔‘‘

﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ﴾

’’اور تاکہ تم اللہ کی کبریائی کا اعلان کرو اس بات پر کہ اس نے تمہیں ہدایت بخشی۔‘‘

یہ ہدایت کہاں سے مل رہی ہے؟ یہ قرآن سے مل رہی ہے۔ روزوں کی تعداد مکمل کرو اور اس ہدایت پر اللہ کی کبریائی کا اعلان کرو۔

﴿وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

’’اور تاکہ تم شکر بجالاؤ۔‘‘

یہ دوگانہ شکر ہے جس کی ادائیگی کے لئے ہم یہاں عید کے اجتماع میں جمع ہیں۔ پوری امت اسلامیہ اسی انداز سے عید منا رہی ہے۔ دیکھئے، ماہِ رمضان تو رخصت ہوگیا۔ یہ سال میں ایک مرتبہ آتا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو یہ مہینہ عطا ہو جائے، اور وہ اس میں اپنی مغفرت کا سامان کر سکیں۔ اور بڑے بدنصیب ہیں وہ جنہیں یہ موقع ملا ہو، یہ مہینہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہو، مگر پھر بھی اپنی بخشش کا سامان نہ کر سکیں۔

رمضان اور جشن عید میں ہمارے لئے کیا پیغام ہے؟ کیا یہ کہ ہم دوگانہ شکرانہ ادا کریں اور پھر مادر پدر آزاد ہو جائیں۔ نہیں! بلکہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ رب کی رضا کی خاطر بھوک پیاس کی سختی اور جسمانی تقاضوں پر جو پابندی ہم نے ماہ رمضان میں قبول کی ہے یہ اس بات کی تربیت کے لئے تھی کہ اللہ کی رضا کی خاطر ہر نوع کی سختی برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ یہ جہاد و قتال جو مسلمانوں پر فرض کیا گیا جسے آج مسلمان بھولے بیٹھے ہیں یہ اسی کی تیاری کا ایک حصہ ہے۔ شعبان کی آخری شب استقبال رمضان کے حوالے سے آپؐ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا، اُس میں آپؐ نے فرمایا کہ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ گویا اس مہینے میں صبر و استقامت کی ٹریننگ ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ روزے کے ذریعے ہمیں تقویٰ کی جو پونجی حاصل ہوئی، صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہم نے اللہ کے حکم کے مطابق جو پابندی قبول کی، یہ اس لئے تھی کہ ہم میں وہ روحانی طاقت پیدا ہو جائے کہ ہم پورا سال بلکہ زندگی کے آخری سانس تک حرام چیزوں اور منکرات سے رکے رہیں۔ مولانا ابو الحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے بہت بلند پایہ عالم گزرے ہیں۔ انہوں نے اس بات کو بڑے خوبصورت انداز سے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ روزے اصل میں دو ہیں: ایک روزہ وہ ہے جس سے ہر مسلمان واقف ہے۔ یہ 30 یا 29 دن کا ماہ رمضان کا روزہ ہے۔ یہ روزہ تو مسلمان — جنہیں بھی توفیق ملتی ہے — بڑے اہتمام سے رکھتے ہیں۔ یہ روزہ تو ماہِ رمضان کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔

لیکن ایک روزہ وہ ہے جو زندگی کے آخری سانس تک برقرار رہتا ہے۔ وہ روزہ یہ ہے کہ مسلمان حرام سے بچے، معصیت سے بچے، نافرمانی سے بچے، منکرات سے بچے کہ یہی دین کا حاصل ہے۔ بھائیو! وہ روزہ جس کے تحت ہمیں سال کے باقی گیارہ مہینے حرام چیزوں سے بچنا ہے اور تقویٰ کی زندگی گزارنی ہے، اب شروع ہوا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس روزے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

حضرات محترم! عید الفطر جہاں روزے کی توفیق ملنے اور قرآن کریم کے ساتھ مضبوط تعلق کی تجدید کے حوالے سے اللہ کی جناب میں تشکر کا دن ہے، وہاں یہ امت کی یکجہتی اور اجتماعیت کے اظہار کی بھی آئینہ دار ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس اجتماع سے اسلام اور اہل اسلام کی شان و شوکت کا اظہار ہو، مگر افسوس کہ اس پہلو سے ہماری حالت بڑی قابل رحم ہے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

عید آزاداں شکوہ ملک و دیں
عید محکوماں ہجوم مومنیں

مزید فرماتے ہیں۔

شکوہ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن
قبول حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

آج پوری امت مسلمہ اغیار کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی ہے۔ اس وقت کرۂ ارض پر 160 کروڑ مسلمان موجود ہیں، مگر دنیا میں اُن کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہر طرح کے وسائل رکھنے کے باوجود امت مسلمہ دنیا میں ذلت ورسوائی کا نشان بن چکی ہے۔ ساری دنیا کو آزادی، حریت اور مساوات کا سبق دینے والے آج خود ابلیسی طاقتوں کی ذہنی وفکری غلامی میں گرفتار ہیں۔ شیطانی تہذیب وثقافت اور سود پر مبنی شیطانی معیشت نے پوری امت کو اپنے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ امت اسلام سے بہت دور جا پڑی ہے۔ نتیجتاً اللہ کی رحمت اور نصرت سے محروم ہے۔ غیروں کی سازشیں اپنی جگہ، اصل قصور ہمارا اپنا ہے۔ ہم نے دین سے غداری کی۔ غیروں کی تہذیبی اور ثقافتی غلامی کا قلادہ ہم نے خود اپنی گردنوں میں ڈالا۔ چنانچہ اس امت کا حال وہ ہے جو ایک حدیث میں بیان ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب غیر مسلم قومیں تمہاری سرکوبی کے لیے ایک دوسرے کو بلائیں گی اور (پھر وہ سب مل جل کر) دھاوا بول دیں گی' جیسا کہ بہت سے کھانے والے افراد ایک دوسرے کو بلا کر دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا: حضور! کیا اس وقت ہماری تعداد تھوڑی ہو گی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ اس وقت تم تعداد میں بہت کثیر ہو گے' لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے کوڑا کرکٹ اور جھاگ سے زیادہ نہ ہو گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہو گا کہ دشمن قوموں کے دل سے تمہارا رعب ختم ہو جائے گا اور تمہارے دل ''وھن'' کا شکار ہو جائیں گے۔ کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! ''وھن'' کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔'' (رواہ ابوداؤد) دنیا کی محبت اور موت کے ڈر نے مسلمانوں کو کمزور اور بزدل بنا دیا ہے۔ مسلمان اپنے مشن کو بھلا کر دینی ذمہ داریوں کو فراموش کر کے دنیا پرستی اور دولت کی محبت میں گرفتار ہو جائیں تو پھر یہی ہوتا ہے۔ آج پوری امت اس حدیث کی عملی تصویر نظر آتی ہے۔ آج ہماری بے بسی اور بے حسی کا یہ عالم ہے کہ میانمار (برما) میں مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں جن کا ذکر سن کر دل چھلنی ہو جاتا ہے، لیکن ہم بے بسی کی تصویر بنے بیٹھے ہیں۔ امریکہ اور اس کے اتحادی پوری مسلم دنیا کو پامال کر رہے ہیں۔ ہر طرف مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے، کہیں اغیار کے ہاتھوں اور کہیں خود اپنے ہاتھوں۔ میانمار، کشمیر، چیچنیا، عراق، یمن، لیبیا اور شام وغیرہ میں عالم کفر مسلمانوں کا قتل عام کر رہا یا کرا رہا ہے۔ شام کے بعد اب مصر میں خون مسلم کی ارزانی ہے۔ کفریہ قوتیں ہر جگہ اپنے مفادات کا کھیل کھیل رہی ہیں اور مسلمانوں کا قتل عام خود بھی کر رہی ہیں اور دوسروں سے بھی کروا رہی ہیں۔ مشرق وسطیٰ ایک بہت خوفناک جنگ کے دہانے پر کھڑا ہے۔ تیسری عالمی جنگ کا میدان یہی علاقہ بننے والا ہے۔ ہمیں آج ملی سطح پر خوفناک صورتحال درپیش ہے۔

یہ تو عالم اسلام کا معاملہ ہے، وطن عزیز پاکستان کی حالت بھی مخدوش ہے۔ اللہ کا وعدہ تو مسلمانوں سے یہ ہے کہ اگر تم واقعی مومن ہوئے تو دنیا میں غالب اور سربلند تم ہی ہوں گے۔ ایمان کا جو معیار اللہ نے قرآن میں دے دیا اگر اس کے مطابق مومن ہوئے اور اپنی ذمہ داری ادا کرتے رہے، تو دنیا میں بھی غلبہ اور اقتدار تمہیں ہی ملے گا، لیکن ہمارا حال کیا ہے۔ 27 رمضان المبارک کو قائم ہونے والا پاکستان جو عطیہ خداوندی ہے، ایٹمی قوت ہونے کے باوجود امریکہ اور بھارت کے سامنے بھیگی بلی بنا بیٹھا ہے۔ ہمارا ملک دولخت تو بہت پہلے ہو گیا تھا۔ اب اس کو مزید ٹکڑے کرنے کی سازشیں اپنے عروج پر ہیں۔ بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے، کون نہیں جانتا۔ امریکہ اور بھارت شرپسندوں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ ہماری ایجنسیوں کو یہ بات خوب معلوم ہے لیکن سب بے بسی کی تصویر بنے بیٹھے ہیں۔ امریکہ کی ہم پر یہ مہربانیاں اس کے باوجود ہیں کہ ہم اُس کے فرنٹ لائن اتحادی ہیں۔ بھارت تو زندگی کے کسی بھی میدان میں ہمیں زک پہنچانے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتا۔ آپ کو معلوم ہے، آج اس کا میڈیا کیا شور مچا رہا ہے۔ کنٹرول لائن پر پانچ فوجیوں کی موت کا الزام پاکستان پر لگا کر ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے، اور پورے طریقے سے پاکستان کو دیوار سے لگایا گیا ہے، لیکن ہم ہیں کہ اس کی محبت میں قومی وقار سمیت ہر قومی مفاد کو داؤ پر لگانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ہماری بے بسی کا عالم ہے۔ بے شرمی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ دوسری طرف معاشی طور پر ہم IMF کے غلام ہیں۔ اسی کے دباؤ پر عوام پر مہنگائی کے ڈرون گرائے جا رہے ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ یہ ذلت و خواری کیوں ہے؟ سیدھی سی بات ہے ہم اپنے دینی مشن کو بھول کر دنیا پرستی اور مادہ پرستی کا شکار ہو چکے ہیں۔ ہم کہنے کو اللہ کے بندے ہیں، لیکن عملاً دنیاوی مفادات کے بندے بنے ہوئے ہیں اور دنیا کے پجاری ہیں۔ ہمارا معبود روپیہ پیسہ ہے۔ ہم اللہ کے غلام نہیں رہے امریکہ اور IMF کے غلام بن گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ذلت و رسوائی اور مسکنت ہمارا مقدر ٹھہری ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال نے کہا تھا۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

ہم ایک اللہ کے سامنے جھکنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ ہر جگہ ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور ہر در پر ہمارا سر جھکا ہوا ہے۔ ہمارا سب سے بڑا قومی جرم یہ ہے کہ 65 سال گزرنے کے باوجود ہم نے یہاں اسلام نافذ نہ کیا حالانکہ یہ ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا۔ یہاں 95 فیصد مسلمان آباد ہیں۔ ہم نے یہاں اللہ کا دین قائم کرنے کی بجائے انگریز کے چھوڑے ہوئے باطل طاغوتی نظام کو سینے سے لگا رکھا ہے۔ لہٰذا ہم اللہ کی رحمت اور نصرت سے محروم، اور اللہ کے عذاب کی زد میں ہیں۔ اُس عذاب نے ہمیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ایک زرداری سے تو قوم نے نجات حاصل کر لی مگر زرداروں سے اُسے رہائی نہ مل سکی، اور یہ رہائی کبھی نہیں مل سکتی جب تک کہ نظام زر سے چھٹکارا حاصل نہ کر لیا جائے۔

مہنگائی کا جن جس قوت اور شدت سے ہم پر حملہ آور ہے، اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ یہی کہ جرائم اور بڑھیں گے۔ خودکشیوں کی شرح میں اور اضافہ ہوگا۔ افلاس اور محرومی کے منحوس سائے اور پھیلیں گے۔ معاشی بدحالی اور غیروں کی غلامی سے نجات کا راستہ ایک ہی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کے ساتھ سچی وفاداری کی جائے۔ انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر اپنے جرائم پر توبہ کی جائے۔

آخری بات

اگرچہ آج ہر طرف مایوسی کے سائے ہیں جو گہرے ہوتے جا رہے ہیں، لیکن ہماری مغربی سرحد سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے بھی مسلسل آ رہے ہیں۔ امریکہ اور نیٹو بلکہ پورا عالم کفر اپنے مسلم گماشتوں کے ساتھ چند ہزار نہتے افغان طالبان کے ہاتھوں عبرتناک شکست کھا کر اور ذلیل ہو کر افغانستان سے نکلنے کے لئے face saving کا بہانہ ڈھونڈ رہا ہے۔ اِس وقت عالم کفر کی نمائندہ ورلڈ سپریم پاور امریکہ طالبان افغانستان سے مذاکرات کے لئے بھیک مانگ رہی ہے۔ پچھلے ہفتے امریکی سفیر مولانا سمیع الحق کے پاس پہنچا ہوا تھا، اور اُن سے درخواست کر رہا تھا کہ خدا کے لئے طالبان سے ہمارے مذاکرات کرا دیں۔ یہ ہے وہ ذلت و رسوائی جو امریکہ کے حصے میں آئی ہے، اور عزت کن کے حصے میں آئی۔ اُن کے حصے میں جنہوں نے اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے عزیمت کا مظاہرہ کیا اور باطل کے آگے ڈٹ گئے، یعنی عظیم طالبان مجاہدین۔

﴿ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ (۲۶) ﴾ (آل عمران:26)

''اور تو جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے۔''

امید ہے کہ افغان طالبان کی بے مثال قربانیوں اور عزیمت کے نتیجے میں وہاں اسلام کی سحر دوبارہ طلوع ہوگی بلکہ پہلے سے بھی بھرپور انداز میں طلوع ہوگی۔ اور ان شاء اللہ پھر وہیں سے اسلام کے عالمی غلبے اور احیاء کا آغاز ہوگا۔

اگر ''افغانیوں'' پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا!!

سوال یہ ہے کہ کیا طالبان افغانستان کی عزیمت اور شاندار مزاحمت میں ہمارے لئے، ہمارے سیاسی اور دینی قائدین کے لئے اور یہاں کے مایوس عوام کے لئے کوئی سبق نہیں ہے۔ یقیناً بڑا سبق ہے۔ وہ سبق کیا ہے؟ یہی کہ

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

اگر آج بھی ہم اللہ کے دامن کو تھام لیں، اُس کے دین سے وفاداری کر کے اُس کی نصرت حاصل کر لیں تو دنیا کی سپریم پاور ہمارے قدموں میں گر جائے گی۔ اگر کائنات کی سپریم پاور رب ذوالجلال ہماری پشت پر ہو تو کوئی ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ طالبان کی مثال دیکھنے کے باوجود اگر ہم اپنے طرزِ فکر کو نہ بدلیں تو پھر ہم سے زیادہ محروم اور بدنصیب کوئی نہیں ہوگا۔

خدارا! آج ہی سے یہ طے کر لیں کہ آئندہ زندگی اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اُس کے دین کے سچے وفادار بن کر رہیں گے، اللہ کے دین کو قائم کرنے کو ترجیح اول بنائیں گے، اور صرف اللہ کے در پر سر جھکائیں گے۔ پھر دیکھنا اللہ کا یہ وعدہ ہمارے حق میں کیسے پورا ہوتا ہے کہ

﴿ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۳۹) ﴾

''اور اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔''

اقبال نے بھی جواب شکوہ میں یہی بات کہی ہے کہ۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی'' میں

31/اگست تا 06/ستمبر 2013ء

(بروز ہفتہ نمازِ عصر تا بروز جمعہ نمازِ جمعہ)

مبتدی تربیتی کورس

اور

6 تا 08/ستمبر 2013ء

(بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور

امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34306041

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت تنظیم اسلامی

(042)36316638-36366638

0332-4178275

نیل کے ساحل سے لے کر......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اکیسویں صدی، مہذب دنیا، برداشت، امن اور رواداری، مکالمہ بین المذاہب کی دنیا، مسلمانوں کو صوفی اسلام پڑھا کر نرم خو، متحمل بنانے کے امریکی بھاشن۔ یہ سب یکایک ہیلی کاپٹروں سے آنسو گیس کے گولوں کی اندھا دھند برسات سے ابلتے دھوئیں، بلڈوزروں کے آہنی پہیوں تلے روندے جاتے خوبصورت کڑیل مصری جوانوں، تڑتڑاتی گولیوں کی بوچھاڑ سے ابلتے خون کے فواروں، خیموں کو نذر آتش کر کے اٹھتے شعلوں، بھسم ہوتی عفت مآب عورتوں اور ننھے بچوں کی فلک شگاف چیخوں نے بے نقاب کر دیا۔ امریکہ اور دہشت گردی کی جنگ مسلم فوجوں کے کندھوں پر سجے خوبصورت ستاروں اور حب الوطنی اور ملک و قوم کے لیے ان کی ناگزیریت جو پڑھائی گئی تھی، اس کی قلعی نہ جانے کتنی مرتبہ بار بار کھلی، اتری۔

ورلڈ میڈیا (بشمول مسلمان ممالک کا میڈیا) عوام کو بہلا پھسلا، راگ رنگ، کھیل تماشوں میں الجھا کر سب پچھلا بھلا دیتا ہے۔ واش، ڈیلیٹ کر دیتا ہے۔ پھر نئے میدان سجتے ہیں۔ عراق، افغانستان، غزہ میں بربریت، لال مسجد کے اندوہناک واقعات دانشوروں کے دھیان بٹاؤ قسم کے فلسفوں، مذاکروں، تبصروں میں بہہ جاتے ہیں۔ پھر شام کی تصاویر سامنے آتی ہیں۔ لاشوں کے ڈھیر لگتے ہیں۔ معصوم گلاب سے بچے کفن در کفن ضمیر عالم پر لمحاتی تاثر چھوڑ کر پھر منہ پھیر کر آگے چل دینے سے بڑھ کر خلش پیدا نہیں کرتے۔ لیکن اب فراعنہ کو مبہوت کر دینے والا قتل عام! لغت کے تمام الفاظ کم پڑ جائیں۔ نوحہ گر بھی استعفا دے کر منہ لپیٹ کر گھر میں بند ہو جائے۔ اس مہذب دنیا کے سامنے فلسفہ ہائے دو جہاں تراشتی شاندار یونیورسٹیوں، تھنک ٹینکوں، میڈیا کی چکا چوند کے بیچوں بیچ بلا لحاظ، بلا خوف و خطر یہ درندگی، سربریت، امریکیت، تاتاریت کا مظاہرہ؟ مہذب، شائستہ، پرامن، پروقار مظاہرین پر امریکی جمہوریت کے ٹینک، بلڈوزر چڑھا لانے اور اندھا دھند گولیوں کی بوچھاڑ کا یہ مظاہرہ؟ ضمیر عالم بین ڈالتا، سینہ کوبی کرتا، پاکیزہ عورتوں، بچوں تک کو جلا ڈالنے کے اس سانحے پر ماتم کناں ہو کر اقوام متحدہ پر سلامتی کونسل پر کیوں نہ چڑھ دوڑا؟ عالمی میڈیا نے 11/9 کی طرح دن رات ایک کیوں نہ کیا چیخنے چلانے، واویلا کرنے میں؟ تین ہزار شہداء، دس ہزار زخمی۔ سڑکیں لاشوں سے لپٹی پڑی ہیں۔ قوم کے محافظ اس کے ٹیکسوں پر پلنے والے ہی جنونی قاتل ہو گئے۔ یہ ہے امریکہ کی طفیلی 'مسلم' مصری فوج۔

امریکی ڈالروں سے پیدا شدہ سفاکی، مردہ ضمیری کو بہ چشم سر دیکھئے۔ وہ فوج جس نے کافر (اسرائیل) پر تو ایک پٹاخہ نہ چلایا، اسے میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ کی، مصری کوے کو بھی اسرائیل پر بیٹ کرنے کی اجازت نہ دی۔ یہ فوج اپنے نہتے عوام پر فلسفوں کی آڑ میں، قانون کی حکمرانی قائم کرنے کے ڈھکوسلے پر کتنی بہادر کتنی دلیر ہے! آپریشن مصری عوام پر کرنے غزہ کے محصوروں کو محصور تر رکھنے، شعب ابی طالب کی نئی داستان رقم کرنے میں اس فوج کی خدمات دیکھئے۔

صحرائے سینا میں انصار القدس پر اسرائیل مصری فوج کی مدد سے ڈرون حملے کر رہا ہے۔ مصری فوج کے ساتھ مشترک کارروائیوں میں مسلمان محافظین قدس پر زمین تنگ کر رہا ہے۔ مصر میں جبر و استبداد کی طویل کہانی میں ایک سال عرب بہار نے جو جمہوریت کے نام پر جینا چاہا تھا اس کا ڈراپ سین ہو گیا۔ ہر کلی نوچ کر پرزے پرزے کر کے پھینک دی گئی۔ یہ طرز نو الجزائر کی کہانی دہرا کر مسلمانوں کو جمہوریت کا سبق پکا کروا دیا! اس کیکر پر انگور کی بیل چڑھے گی تو ہر خوشہ اسی طرح زخمایا جائے گا۔ پس پردہ کہانی کیا اب بھی واضح نہیں؟ امریکہ نے بعد از خرابیٔ بسیار دنیا کے شدید ردعمل کے خوف سے اشک شوئی کے لیے علامتی بیان دے دیا۔ بظاہر مصری فوج کے ساتھ مشترکہ مشقیں منسوخ کر دیں (سکیورٹی اندیشوں کی بنا پر، اپنے تحفظ کی خاطر!) اپنی 1.3 ارب ڈالر کی امداد بھی وقتی طور پر روک دے گا۔ تاہم اپنے عرب فدویوں کے ذریعے جو 12 بلین ڈالر کی امداد دلوا دی، پیٹھ ٹھونک دی۔ کیا دنیا بھر کے مسلم عوام کو اب بھی بات سمجھ نہ آئے گی؟ یہ اخوان کو کچلنے کا کافی شافی معاوضہ ہے! منافقانہ بیانات مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے۔

ہر مسلمان ملک پر برسائے جانے والے بارود، خواہ وہ ان کی اپنی فوجوں اور اپنے اسلحہ خانوں میں ڈھلے گولے، میزائل ہوں، ان پر امریکہ، نیٹو کی دجالی مہر ثبت ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں دو احزاب اور دو ہی لشکر ہیں جو مدمقابل ہیں۔ محاذ بدل جاتے ہیں۔ جرنیلوں کے نام، انداز سیاست کاری بدل جاتے ہیں۔ (کہیں این آر او ون، ٹو ہے۔ کہیں بادشاہت، امارت صدارت ہے، نام نہاد جمہوریت ہے) حقیقت پوری دنیا میں ایک ہے۔ فراعنہ وقت اور مسلم دنیا کی کٹھ پتلیاں سیاسی و فوجی ایک دجالی لشکر میں یکجا ہیں۔ دوسری جانب مظلوم و مقہور مجبور عوام اور ان کی آزادی و تحفظ و بقا اور نظریے کی جنگ لڑنے والے معتوب مسلمان۔ وہ جو محمد بن قاسم کا درد سینے میں لیے، بے بس دبائے گئے ضعیف مردوں عورتوں بچوں کے لیے سر ہتھیلی پر لیے شام، مصر، افغانستان، یمن، بنگلہ دیش، برما، یہاں وہاں ہر جگہ اپنے سروں کی فصل بو کر بہاروں کا سامان کرنے کو ہیں! مصری فوج اسرائیل کے ساتھ مشترک آپریشن کرتی ہے۔ یمنی فوج (حدیث میں مذکور) یمنی سرفروشوں پر سعودی اڈوں سے اڑنے والے ڈرون چڑھا لاتی ہے۔ یہی نقشہ ہمارے ہاں (حدیث میں مذکور خراسان میں) بھی ہے۔

قرآن بند رکھنے، حدیث کا انکار کرنے میں تو بھکاوں، سرابوں میں کھوئے رہنا مضمر ہے۔ لیکن مومنانہ فراست تو عالمی نقشے نہایت آسانی سے پڑھ سمجھ سکتی ہے۔ پیٹ کی بھول بھلیاں تو یہ ذہول طاری کر سکتی ہیں کہ مصری قتل عام یا لال مسجد، قبائل، شام، برما کی کہانیوں پر تیوریاں پیش کی جا سکیں۔ ایمان کی ادنیٰ رمق بھی یہ چھچھوندر نگلنے کی اجازت نہیں دے سکتی! کیا اب بھی اسامہ بن لادن کا مال و دولت زر و جواہر سے منہ موڑ کر امت، کرتے دیوانہ وار نکل کھڑے ہونے کی وجہ سمجھ نہ آئے گی؟ مصر کا سبق نہایت بلند آہنگ ہے۔ (Clear and Loud)! مصر بدترین فوجی آمریت کے گڑھے میں دوبارہ جا گرا ہے۔ تیونس میں کمزور ترین اسلامی اقدامات جو فحش سیکولرزم کے بیچ کیے گئے ان پر بھی مغرب اور اس کے مقامی گماشتوں کی بے قراری مصر سے کچھ کم نہیں۔ امریکی خزاں اب تیونس کی عرب بہار چاٹ جانے کی تیاری میں ہے۔ جمہوری راستوں سے شریعت تو کجا اسلامی طرز حیات کسی بھی درجے میں گوارا نہ کیا جائے گا۔ جناب! اس راستے میں بدر، احد، خندق آتی ہے۔ قیمتی زر و جواہر مصر کی سڑکوں پر یوں نہ لٹائیے۔ ہمیں مسلمانی خو، خوئے اسد اللّٰہی ہی پر لوٹنا ہے۔

دل پیش خدا کچھ اور جھکا سر پیش بتاں کچھ اور اٹھا
تھا ایک انوکھا سجدہ جو عاشق نے کنار نیل کیا!

''اسلام کو صفحۂ ہستی سے کیسے مٹایا جائے''

اسلامی دنیا کو کمزور کرنے کے عملی راستے

غلام خیرالبشر فاروقی

اسلام کے سرچشمہ ہائے قوت کے تذکرہ کے بعد کتاب کے اگلے ابواب میں دیانت کے ان محکم ستونوں کو کمزور بنانے کے عملی راستوں پر بڑی محکم دلیلوں کے ساتھ گفتگو کی گئی تھی، جن کے ذریعے اسلامی دنیا کو کمزور بنایا جاسکتا تھا اور وہ یہ تھیں:

1 بدگمانی اور سوءِ تفاہم کے ذریعے شیعہ اور سنی مسلمانوں میں مذہبی اختلافات پیدا کرنا اور دونوں گروہوں کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف اہانت آمیز اور تہمت انگیز باتیں لکھنا اور نفاق و تفرقے کے اس سودمند پروگرام کو روبہ عمل لانے کے لئے بھاری اخراجات کی ہرگز پروانہ کرنا۔

2 مسلمانوں کو جہالت اور لاعلمی کے عالم میں رکھنا، کسی تعلیمی مرکز کے قیام کی کوشش کو کامیاب نہ ہونے دینا۔ طباعت اور نشرواشاعت پر پابندی عائد کرنا اور ضرورت پڑے تو عوامی کتب خانوں کو نذرآتش کرنا۔ بچوں کو دینی مدارس میں جانے سے روکنے کے لئے علماء اور مراجع دینی پر تہمتیں لگانا۔

3 کاہلی پھیلانے اور زندگی کی جستجو میں مسلمانوں کو محروم کرنے کے لئے موت کے بعد کی دنیا میں رنگ آمیزی اور جنت کی ایسی توصیف بیان کرنا کہ وہ مجسم بن کر لوگوں کے ذہن وقلب پر چھا جائے اور وہ اس کو حاصل کرنے کے لئے اپنی معاشی تگ و دو سے دستبردار ہو جائیں اور ملک الموت کے انتظار میں بیٹھے رہیں۔

4 ہر طرف درویشوں کی خانقاہوں کا پھیلاؤ اور ایسی کتابوں اور رسالوں کی طباعت جو لوگوں کو دنیا و مافیہا سے برگشتہ کر کے انہیں مردم بیزاری اور گوشہ نشینی کی طرف مائل کریں۔

5 مستبد اور خودسر حکمرانوں کی حقانیت کے ثبوت میں مختلف احادیث کی اشاعت مثلاً: ''بادشاہ زمین پر اللہ کا سایہ ہے۔'' یا پھر یہ دعویٰ کہ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ بنی امیہ اور بنی عباس سب کے سب بالجبر تلوار کے زور سے حکومت کے منصب پر فائز ہوئے اور بزور شمشیر حکمرانی کی یا سقیفہ بنی ساعدہ کی کارروائی کو ایک تماشے کی صورت میں پیش کرنا جس کی ڈوری حضرت عمرؓ نے تھام رکھی ہو اور اس بارے میں دلائل قائم کرنا جیسے حضرت علیؓ کے طرفداروں خاص طور پر آپؓ کی زوجہ حضرت فاطمہ زہراؓ کا گھر جلانا نیز یہ ثابت کرنا کہ: (I) حضرت عمرؓ کی خلافت ظاہراً حضرت ابوبکرؓ کی وصیت اور باطناً مخالفین کو ڈرا دھمکا کر عمل میں آئی۔ (تاکہ فرقہ واریت کو ہوا ملے) (II) حضرت علیؓ کی مخالفت کی بنیاد پر حضرت عثمانؓ کے انتخاب میں ایک ڈرامائی شوریٰ کی تشکیل جو بالآخر مخالفت، شورش، خلیفۂ سوم کے قتل اور حضرت علیؓ کی خلافت پر منتج ہوئی۔ (III) مکروحیلہ اور شمشیر کے ذریعے معاویہؓ کا برسر اقتدار آنا اور اسی صورت میں اس کے جانشینوں کا استقرار۔ (IV) ابومسلم کی قیادت میں سفاح کی مسلح شورش اور بزور شمشیر خلافت بنی عباس کا قیام۔ (V) حضرت ابوبکرؓ سے لے کر عثمانیوں کی حکمرانی کے اس دور تک تمام خلفائے اسلام آمر قرار دینا اور یہ پروپیگنڈا کرنا کہ نظام اسلام میں ہمیشہ آمریت کا دور دورہ رہا ہے

6 راستوں میں بدامنی کے اسباب فراہم کرنا، بداندیش افراد کی مدد سے شہروں اور دیہاتوں میں فتنہ و فساد برپا کرنا اور غنڈوں فسادیوں کی پشت پناہی کرنا اور انہیں اسلحہ اور رقم فراہم کر کے ان کی تشویق کرنا۔

7 حفظان صحت کی کوششوں کے آڑے آنا اور جبری اور قدری افکار کو ترجیح دینا اور یہ بتانا کہ ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے۔ بیماری بھی اللہ کی دین ہے اور اس کا علاج بے سود ہے۔ اس سلسلے میں یہ آیت پیش کرنا: ''وہی ہے جو مجھے کھانا دیتا ہے اور پیاس کی حالت میں سیراب کرتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے تندرستی عطا کرتا ہے۔'' ''وہی مارتا ہے اور جلاتا بھی ہے۔'' شفا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ موت اور حیات بھی اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ بیماری سے شفایابی اور موت سے رہائی اس کی مشیت اور اس کے ارادہ کے بغیر قطعی ناممکن ہے اور یہ تمام رونما ہونے والے واقعات قضائے الٰہی ہیں۔

8 اسلامی ممالک کو فقر و فلاکت میں باقی رکھنا اور ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل یا اصلاح کا عمل کو جاری نہ ہونے دینا۔

9 فتنہ و فساد اور ہنگامہ آرائیوں کو ہوا دینا اور اس عقیدہ کو لوگوں میں راسخ کرنا کہ اسلام محض عبادت اور پرہیزگاری کا نام ہے اور دنیا کے امور سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ حضرت ختمی مرتبت ﷺ اور ان کے جانشینوں نے کبھی ان مسائل میں پڑنے کی کوشش نہیں کی اور سیاسی اور اقتصادی تنظیم سے کوئی سروکار نہیں رکھا۔ (القائے ابلیس نکات)

10 اوپر دیئے ہوئے امور پر توجہ، اقتصادی بدحالی اور غربت و بیکاری میں اضافہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کسانوں کے غلہ کے ڈھیروں کو نذرآتش کیا جائے، تجارتی کشتیاں ڈبودی جائیں، جہاز اور صنعتی مراکز میں بڑے پیمانے پر آگ بھڑکائی جائے، دریاؤں کے بند توڑ کر بستیاں ویران کی جائیں اور پینے کے پانی کو زہرآلود بنایا جائے تاکہ اس لحاظ سے علاقے والوں کی پسماندگی اور فقر و فلاکت کا سامان فراہم کیا جاسکے۔ (استغفراللہ)

11 اسلامی حکمرانوں کے مزاج کو بدلا جائے اور ان میں شراب نوشی، جوئے بازی، اور دیگر اخلاقی برائیاں پیدا کی جائیں۔ قومی خزانہ میں خورد برد اور لوٹ کھسوٹ کی ایسی صورت پیدا کی جائے کہ ان کے پاس اپنے دفاع، ملکی معیشت اور ترقیاتی امور کے لئے کوئی رقم باقی نہ رہے۔ (پاکستانی معیشت)

12 ''مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔'' کی آیت یا ''عورتیں (مردوں کے لئے) شیطان کے پھندے ہیں۔'' کی حدیث کے سہارے عورتوں کی توہین وتحقیر اور کنیزی کا پرچار کیا جائے۔

13 اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کی شہری اور دیہاتی بستیوں میں غلاظت اور گندگی کا سب سے بڑا سبب ان علاقوں میں پانی کی کمی ہے۔ اور ہمیں چاہیے کہ ہر ممکن طریقے سے گنجان آباد علاقوں میں پانی کی فراوانی روک دیں، تاکہ ان علاقوں میں گندگی میں اضافہ ہو۔ (جاری ہے)

☆☆☆

خلافت فورم

کنٹرول لائن پر کشیدگی: بھارتی فوج اور میڈیا کی اشتعال انگیزیاں

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی:	بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

سوال : وزیراعظم نواز شریف نے اپنے دورِ اقتدار کے اڑھائی ماہ کے دوران میں انڈیا کو دو طرفہ تعلقات بہتر بنانے کے لیے کئی مثبت اشارے دیے ہیں۔ انڈیا میں بھی ان کی باتوں کو سراہا گیا ہے۔ لیکن اب اچانک بھارت نے اشتعال انگیزی کا رویہ اپنا کر سرحد پر جنگ کا ماحول پیدا کر دیا ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: میاں نواز شریف اپنے سابقہ دورِ حکومت میں بھی بھارت سے دوستی کا رجحان رکھتے تھے۔ اس دفعہ انہوں نے الیکشن مہم کے دوران بھی اپنے منشور میں انڈیا سے تعلقات بڑھانے کے معاملے کو خاص طور پر اُجاگر کیا۔ نواز شریف کا یہ رویہ ڈھکا چھپا نہیں۔ اس بار انڈیا کی طرف سے بھی ان کے جواب میں کچھ مثبت اشارے آئے۔ انڈیا پاکستان کو ''Most Favourite Nation'' کا درجہ 1990ء کی دہائی میں دے چکا ہے۔ پاکستان پر بھی امریکا کا دباؤ ہے کہ انڈیا کو M.F.N کا درجہ دے۔ سابقہ پیپلز پارٹی دورِ حکومت میں بھی اگرچہ انڈیا کے حوالے سے پاکستانی حکومت کا رویہ بہت نرم رہا ہے، مگر وہ عوامی دباؤ کے تحت انڈیا کو M.F.N کا درجہ نہیں دے پائی تھی۔ پچھلے دس بارہ سالوں میں امریکا نے جس طرح کھلم کھلا انڈیا کی حمایت کی اور خاص طور پر افغانستان میں انڈیا کا اثر و رسوخ بڑھایا ہے، اس کے بعد پاکستانی عوام میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ بھارتی حکمرانوں کی طرف سے دوستی کی باتیں بے معنی ہیں۔ انڈیا کبھی ہمارا دوست نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں خواہ کوئی بھی حکومت بنے، اُس کے لئے عوامی جذبات کو نظر انداز کر کے انڈیا سے دوستی کرنا آسان نہیں ہے۔ تاہم اس وقت صورتحال یہ ہے کہ پاکستان کی معیشت امریکی جنگ اور دہشت گردی کے معاملات کی وجہ سے دگرگوں حالت میں ہے۔ لہٰذا حکومت چاہتی ہے کہ اپنے ہمسایوں سے اچھے تعلقات رکھے جائیں اور تجارت کو فروغ دینے کے لیے بھارت کو رعایتیں دی جائیں۔ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ جب بھی پاک بھارت تعلقات میں پیش رفت ہونے لگتی ہے کسی نہ کسی واقعے کو بہانہ بنا کر ایک ایسی فضا بنا دی جاتی ہے کہ کشیدگی پیدا ہو۔ ممبئی واقعہ بھی ایک ایسے موقع پر ہوا جب مذاکرات کا نئے سرے سے اجرا ہونے جا رہا تھا۔ اب دوبارہ جب مذاکرات کی میز پر بیٹھنے کا وقت آیا تو ایسے واقعات کا اعادہ ہوا جس سے فضا دوبارہ مکدر ہوگئی۔ ریٹنگ کے چکر میں انڈیا کے میڈیا نے اس فضا کو بڑھاوا دیا ہے۔ چونکہ انڈیا میں پاکستان مخالف جذبات کی زیادہ مارکیٹ ہے، اس لیے بھارتی سیاستدانوں اور پارلیمانی ممبران کے بعد بھارتی میڈیا زیادہ کشیدگی پیدا کرنے کا موجب بنا ہے۔ جس کی وجہ سے حالات یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ پاکستانی وزیراعظم نواز شریف کو بھی اپنے موقف سے پیچھے ہٹنا پڑا ہے۔

سوال : پاک بھارت سیاست اس لحاظ سے ناقابل فہم ہے کہ سرحدوں پر فوجی جھڑپیں ہو رہی ہیں اور دونوں ممالک کے وزرائے اعظم اپنے اپنے یومِ آزادی کے موقع پر خیرسگالی کے جذبات کا اظہار بھی کر رہے ہیں۔ یہ کیسی سیاست ہے؟

ایوب بیگ مرزا : یہ بات بھی غور طلب ہے کہ نواز شریف نے دورانِ انتخابات اور پھر حلف اُٹھانے کے بعد بھارت کو دوستی کے سگنل کیوں بھیجے؟ اور انڈیا نے اگرچہ بہت معمولی انداز میں ان جذبات کا خیرمقدم کیا، لیکن دونوں طرف سے یہ معاملہ کیوں اختیار کیا گیا؟ میرے نزدیک نواز شریف 1999ء میں فوج کی جانب سے اپنی حکومت کے خاتمے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہندوستان سے دشمنی کی وجہ سے پاکستانی فوج اور جرنیل بڑی قوت حاصل کر لیتے ہیں۔ دوسری طرف عوام میں انڈیا کے خلاف نفرت کا جذبہ موجود ہے۔ چونکہ جنگ فوج کا کام ہے، اس لیے بھارتی نفرت کے باعث عوامی حمایت اور ہمدردی فوج کے ساتھ ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر پاکستان اور بھارت کے درمیان دشمنی ختم کر دی جائے اور دوستی کا ہاتھ بڑھایا جائے تو سیاست میں فوج کا کردار خود بخود کم ہو جائے گا اور وہ آئندہ اس پوزیشن میں نہیں ہوگی کہ سول حکومت کو چلتا کر سکے۔

سوال : جنرل کیانی کا کہنا ہے کہ انڈیا کے حوالے سے حکومت اور فوج کا موقف ایک ہے، جبکہ آپ کی بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں میں اس معاملے پر اختلاف پایا جاتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا : یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک حاضر سروس جرنیل حکومت سے اپنا اختلاف کھلم کھلا بیان کرے۔ اگر وہ ایک موقف پر نہیں بھی ہوں گے تب بھی انہیں یہی کہنا پڑے گا، ورنہ انہیں اپنی ملازمت چھوڑنا پڑے گی۔ ماضی قریب میں جنرل جہانگیر کرامت نے حکومت سے اجازت کے بغیر صرف ایک تجویز پیش کر دی تھی جس پر انہیں ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑ گئے تھے۔ لہٰذا اختلاف بالفرض شدید نوعیت کے بھی ہوں تب بھی کوئی جرنیل اسے عوام کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ بہرحال موجودہ حکومت ہندوستان سے تعلقات اس لیے نارمل کرنا چاہتی ہے تاکہ فوج کی قوت کم ہو اور سیاسی قوت پھلے پھولے۔ انڈیا کا معاملہ مختلف ہے۔ نواز شریف کے اقدامات کو وہاں سرکاری سطح پر کچھ زیادہ پذیرائی نہیں ملی بلکہ بھارتی بزنس کمیونٹی نے ان کے اعلانات کا خیرمقدم کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی انہیں توقع تھی کہ نواز شریف انڈیا کو M.F.N قرار دینے کے حوالے سے پیش رفت کریں گے، جس کا تجارتی طبقے کو زیادہ فائدہ ہوگا۔ تاہم اس سے قطع نظر انڈیا کی پاکستان سے موجودہ کشیدگی کی اصل وجہ امریکی دباؤ ہے۔ نواز شریف کا چین کا دورہ امریکہ کو بالکل نہیں بھایا۔ ویسے بھی نواز شریف کا یہ دورہ انتہائی کامیاب رہا۔ پاکستان کا چین کی طرف واضح جھکاؤ اور اُس سے تجارتی تعلقات امریکا کو پسند نہیں۔ اسی لیے انڈیا کا موجودہ ردِّعمل امریکی پشت پناہی کے باعث ہوا، تاکہ پاکستان کو معلوم ہو سکے کہ اگر اُس نے امریکا کو چھوڑ کر چین کی طرف کوئی قدم بڑھایا تو انڈیا اس کو برداشت نہیں کرے گا۔ پہلے خارجہ پالیسی کے حوالے سے امریکہ پاکستان کو dictate کرتا تھا، اب انڈیا سمجھتا ہے کہ یہ اس کا بھی حق ہے کہ وہ پاکستان کو بیرونی دنیا سے تجارتی تعلقات قائم کرنے کے حوالے سے dictate کرائے۔ موجودہ کشیدگی کی اصل وجہ regional geo Politics کا معاملہ ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : نواز شریف کی فوج کے حوالے سے یہی سوچ ہے۔ لیکن پچھلے بارہ تیرہ سال میں ایک تبدیلی یہ آئی ہے کہ پاکستانی فوج اتنے محاذوں پر برسرِ پیکار ہے کہ اب وہ کارگل جیسی کسی کارروائی کے بارے

میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ یہ اب آسان نہیں کہ وہ سول حکومت کے خلاف جا کر اس کی پالیسی کو تبدیل کرنے کے لیے کوئی اقدام کرے۔ موجودہ تناؤ کی صورتِ حال خالصتاً انڈیا کی پیدا کردہ ہے۔ ان کے انتخابات قریب ہیں۔ وہ ایسی صورت پیدا کر کے انتخابات میں فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ پاکستان دشمنی اُن کی ووٹ حاصل کرنے کی تکنیک ہے۔ اس کے علاوہ بھارت خود کو خطے کی ایک بڑی طاقت سمجھتا ہے۔ خطے کے چھوٹے چھوٹے ممالک کو بھارت نے اپنے تابع کر لیا ہے۔ پاکستان اُس کی برابری کی کوشش کرتا ہے جو اُسے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ انڈیا کی فوج، میڈیا اور دانشوروں میں ایسے عناصر بڑی تعداد میں موجود ہیں جو پاکستان کے ساتھ برابری کی سطح پر معاملات یا دوستی کو پسند نہیں کرتے۔ بھارت کی بزنس کمیونٹی دوستی چاہتی ہے، لیکن اس میں بھی ان کو اپنا مفاد ہے، پاکستان سے انہیں کوئی ہمدردی نہیں۔ اگر انڈیا کو M.F.N قرار دے دیا جائے تو تجارت کا زیادہ فائدہ بھارت کو ہوگا۔

سوال : ایک خیال ہے کہ انڈیا میں اُس سیاسی جماعت کو زیادہ پذیرائی حاصل ہوتی ہے جو پاکستان مخالف جذبات رکھتی ہے۔ جیسا کہ بریگیڈیئر صاحب نے فرمایا کہ انڈیا کے الیکشن قریب ہیں۔ انڈیا کی بلا اشتعال فائرنگ کی وجہ بھی یہی بتائی جا رہی ہے کہ یہ الیکشن سٹنٹ ہے۔ کیا اس بات میں کوئی حقیقت ہے؟

ایوب بیگ مرزا : اس کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے کہ ''بی جے پی'' نے مودی کو جس کی اسلام اور پاکستان دشمنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، وزیر اعظم کے لیے اپنا اُمیدوار نامزد کیا ہے۔ اب کانگریس بھی مجبور ہے کہ وہ کوئی ایسی کارروائی کرے (اور اُسے نمایاں کر کے دکھائے) جو پاکستان کے خلاف ہو اور ''بی جے پی'' کے مقابلے پر پاکستان سے نفرت کے جذبات رکھنے والے لوگوں کے ووٹ حاصل کیے جا سکیں۔ اگرچہ ہمارے ہاں سیاستدانوں اور دانشوروں کا ایک طبقہ بھارت سے دوستی کے حق میں ہے تاہم عوامی سطح پر بھارت مخالف جذبات عروج پر ہیں۔ سیاستدان اس ایشو سے انتخابات میں فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ مثلاً ذوالفقار علی بھٹو نے بھارت سے ہزار سال تک جنگ کرنے کے جذبات کا اظہار کیا تھا۔ موجودہ انتخابات میں بھارت مخالف جذبات کو استعمال نہیں کیا گیا۔ تاہم پاکستان اور بھارت کے حوالے سے ہمیں کچھ حقائق کو نہیں بھولنا چاہیے۔ قائداعظمؒ نے اس حوالے سے جو باتیں کہی ہیں وہ بالکل درست ہیں۔ قائداعظم نے کہا تھا کہ ہندو اور مسلم ہر لحاظ سے دو مختلف قومیں ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہمارا اور ان کا معاملہ کیسے ایک ہو سکتا ہے، وہ گائے کو پوجتے ہیں اور ہم گائے کھاتے ہیں۔ بھارت میں پاکستان مخالف جذبات اس لیے زیادہ ہیں کہ انہیں اپنی بھارت ماتا کی تقسیم ہضم نہیں ہو رہی۔ بھارتی ہندوؤں کو پہلے دن سے ہمارا وجود قبول نہیں ہے۔ واجپائی نے مینار پاکستان پر کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ میں پاکستان کو ایک حقیقت سمجھتا ہوں اور ہم کشمیر کے معاملے میں پاکستان سے بات چیت کریں گے۔ مگر واپسی پر واہگہ بارڈر ہی پر انہوں نے یہ کہہ کہ اپنا مؤقف بدل لیا کہ میں اس کشمیر کی بات کر رہا تھا جو پاکستان کے پاس ہے۔ معلوم ہوا کہ انڈیا کا کوئی لیڈر پاکستان کو کسی سطح پر کوئی رعایت دے ہی نہیں سکتا۔ پاکستان کسی بھی سطح پر ان کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ مہاتما گاندھی نے کہا تھا کہ پاکستان میری لاش پر بنے گا۔ بھارت میں عسکری سطح پر پاکستان سے نفرت کا یہ عالم ہے کہ راجیو گاندھی نے پاکستان سے سیاچن کے بارے میں معاہدہ کر لیا تھا۔ صرف دستخط کا معاملہ رہ گیا تھا اور انڈین فوج نے انکار کر دیا تھا۔ وہ دستاویز آج بھی بغیر دستخطوں کے موجود ہے۔ اس پس منظر میں ہمارے ہاں بھارت سے دوستی کی خواہش کا بعض طبقات کی طرف سے جو شدت سے اظہار کیا جاتا ہے وہ غیر فطری ہے۔ اس شخص سے دوستی نہیں کی جا سکتی جو آپ کی زندگی کو اپنی موت سمجھے یا آپ کے زندہ رہنے پر ہی راضی نہ ہو۔

سوال : سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ اگلے ماہ نواز شریف اور من موہن سنگھ ملاقات سے زیادہ توقعات نہیں ہیں۔ اصل مذاکرات الیکشن کے بعد بننے والی نئی حکومت کے ساتھ ہوں گے۔ ان حالات میں نواز شریف الیکشن سے پہلے مذاکرات پر کیوں اصرار کر رہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا : ہمارے حکمران طبقات کو دوسرے ممالک جانا، ان کے رہنماؤں کے ساتھ مذاکرات اور فوٹو سیشن کروانے کا شوق رہتا ہے۔ اس حوالے سے صرف نواز شریف ہی کو قصوروار نہیں ٹھہرایا جا سکتا، یہ معاملہ ایوب خان کے دور سے اب تک قائم ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ غیر ملکی دورے نہیں ہونے چاہئیں۔ لیکن اگر اس غریب ملک کے سربراہوں کے غیر ملکی دوروں کی بیلنس شیٹ بنائی جائے تو ہم نے کوئی زیادہ فائدہ نہیں اُٹھایا۔ انڈیا کے ساتھ مذاکرات تو ہمیشہ ہی بے سود رہے ہیں۔ آپ دونوں وزرائے اعظم کی جس متوقع ملاقات کا ذکر کر رہے ہیں وہ UNO کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے دوران ہونی ہے۔ یہ کوئی باقاعدہ مذاکرات نہیں ہیں، لیکن ہمارے حکمران اس ملاقات کے لیے بھی بہت بے چین ہیں۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : اصل میں پاکستانی لیڈروں کی یہ بڑی کمزوری رہی ہے۔ وہ جب بھی بیرونی دورے پر جاتے ہیں تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ بڑے بڑے سربراہان سے ملاقات اور فوٹو سیشن کی خبریں شائع ہوں، تاکہ یہاں یہ تاثر پیدا ہو کہ بڑا کام کر کے آئے ہیں۔ دوسرے ممالک کے لیڈر اپنے قومی و ملکی مفادات کے حوالے سے بڑے سنجیدہ ہوتے ہیں جبکہ ہمارا رویہ صرف پوائنٹ سکورنگ تک محدود رہتا ہے۔ اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ نواز شریف کو انڈیا میں الیکشن کے بعد نئی حکومت کے قیام تک صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور پالیسی بیان نئی حکومت بننے کے بعد دینا چاہیے۔

ایوب بیگ مرزا : یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ جب ہم بھارت سے دوستی کے امکانات کو رد کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم بھارت سے جنگ چاہتے ہیں۔ بھارت کے ساتھ تعلقات کے لیے محبت اور جنگ کی دو انتہاؤں کے درمیان کا کوئی راستہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ یہ اچھا ہے کہ انڈیا سے ہماری صلح ہو جائے، لیکن صلح یکطرفہ نہیں ہو سکتی۔ انڈیا کا رویہ ہمارے سامنے ہے۔ کشمیر پر وہ بات سننے کو تیار نہیں۔ ہمارے دریاؤں کا پانی روک کر وہ اُن پر ڈیم بنا رہا ہے۔ سندھ طاس معاہدے، تاشقند اور شملہ معاہدوں سمیت اُس نے ہر معاہدے کی خلاف ورزی کی۔ ان حالات میں دوستی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن ایسے حالات بھی نہیں ہونے چاہئیں کہ ہر وقت جنگ کے سائے منڈلاتے رہیں۔ ہمارے دانشوروں کو کارگل یاد رہتا ہے، سیاچن یاد نہیں آتا۔

سوال : ایک تاثر یہ بھی ہے کہ ہماری فوج کو نواز شریف کا بھارت کی جانب جھکاؤ پسند نہیں۔ لہٰذا لائن آف کنٹرول پر موجودہ صورتِ حال کا آغاز ہماری فوج کی طرف سے ہوا تھا۔ کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا : میرے نزدیک اس سے زیادہ احمقانہ خیال ممکن نہیں۔ ہماری فوج ایک عرصہ سے مختلف محاذوں پر مصروفِ عمل ہے۔ مغربی سرحد پر جہاں کبھی ہم نے ایک فوجی کھڑا نہیں کیا تھا، آج افغان جنگ کے باعث سوا لاکھ فوجی جوان موجود ہیں۔ سوات اور شمالی علاقہ جات کے علاوہ قدرتی آفات اور ملکی سیکیورٹی کے حوالے سے ہماری فوج مختلف معاملات میں مصروف ہے۔ ان حالات میں فوج کی جانب سے کسی مہم جوئی کا سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا۔ اصل میں یہ باتیں وہ لوگ عام کرتے ہیں جو یہاں انڈین ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔

سوال: امریکہ اور عالمی برادری پاک بھارت کشیدگی کی موجودہ صورتِ حال میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ماضی میں جب بھی دونوں ملکوں کے درمیان ایسی کشیدگی ہوتی تھی، عالمی طاقتوں کے بیان آجاتے تھے تاکہ اس صورتِ حال کو ختم کیا جاسکے۔ اس بار عالمی برادری کی خاموشی معنی خیز ہے، اگرچہ اشک شوئی کے لیے بان کی مون یہاں آئے ہیں۔ انہوں نے ثالثی کی پیش کش بھی کی ہے۔ امریکہ نے شاید اس بار انہیں بھیج کر اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے اس بار امریکی کردار کی مثال ایسے ہے جیسے کسی معاملے میں گاؤں کا چودھری خود سامنے نہ آئے اور کسی کے ذریعے دوسرے فریق کی مرمت کروا کے بعد ازاں لوگوں کو بیچ میں ڈال کر صلح صفائی کروا دے۔

سوال: بھارتی میڈیا موجودہ کشیدگی کو ضرورت سے زیادہ ہوا دے رہا ہے۔ اس حوالے سے آپ پاکستانی اور بھارتی میڈیا کے کردار کا موازنہ کیسے کریں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میں اس پروگرام کی وساطت سے اپنے میڈیا کے سامنے ایک سوال رکھنا چاہتا ہوں؟ ممبئی حملوں اور پارلیمنٹ حملوں کے تعلق سے بھارت نے پاکستان پر الزام تراشی کی تھی، یہاں تک کہ وہ سرحدوں پر فوج لے آیا تھا۔ مگر اب اس کے ایک افسر نے عدالت میں بیان دیا ہے کہ یہ سب بھارت نے خود کروایا تھا اور بھارت اسی طرح خود اپنے ملک میں دہشت گردی کی کارروائی کر کے الزام پاکستان پر لگا دیتا ہے۔ فرض کیجیے! یہ سب پاکستان نے بھارت کے خلاف پلان کیا ہوتا اور کچھ عرصہ بعد پتہ چل جاتا کہ یہ سب پاکستان نے خود کیا تھا۔ ایسی صورت میں بھارتی میڈیا کیا کرتا؟ پاکستانی میڈیا اس کا جواب دے کہ اس نے بھارت کی کلی کھلنے پر چپ کیوں سادھ لی ہے؟ ہمارے میڈیا نے تو اس واقعہ کو مناسب انداز میں رپورٹ تک نہ کیا۔ حالانکہ اس سے پہلے جب بھارت میں دہشت گردی کے یہ جعلی واقعات ہوئے تھے (اگرچہ اس وقت یہ معلوم نہ تھا کہ یہ سب جعلی کارروائی ہے لیکن) اس وقت پاکستانی میڈیا بھارت کے موقف کو بھارتی میڈیا سے زیادہ اُجاگر کرنے میں لگا ہوا تھا کہ یہ سب پاکستان نے کروایا ہے۔ بھارتی میڈیا جو اس وقت بھارت میں جنگی جنون پیدا کرنے میں لگا ہوا ہے اس کے مقابلے میں پاکستانی میڈیا کا کردار اس قدر گھناؤنا ہے کہ اس نے ایک ایسے اہم واقعے پر بات تک نہ کی، حالانکہ اُسے بھارتی افسر کے اعتراف کو خوب نمایاں کرنا چاہیے تھا، تاکہ دنیا کے سامنے پاکستان کا صحیح امیج اُبھر کر آتا اور بھارت کا مکروہ چہرہ نمایاں ہوتا۔ اس لحاظ سے پاکستانی میڈیا کا کردار بھارت کے حوالے سے ہرگز قابل تعریف نہیں ہے۔ ایبٹ آباد کمیشن کی رپورٹ میں کہا گیا کہ ہمارے بعض چینلز کے مالکان اور بہت سے اینکرز انڈیا اور دوسرے ممالک سے پیسے لیتے ہیں۔ میڈیا کمیشن میں بھی یہ بات کہی گئی ہے کہ ہمارے بہت سے میڈیا پرسن فروخت شدہ ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بھارتی میڈیا سے ہمارے میڈیا کا موازنہ یا مقابلہ تب ہو سکتا ہے جبکہ ہمارے میڈیا کی طرف سے ملک وملت کے حوالے سے اخلاص کا معاملہ ہو۔

سوال: اگر پاکستانی میڈیا بھی بھارتی میڈیا کی طرح شرانگیز کردار ادا کرنا شروع کر دے، اور انڈیا کے خلاف فضا پیدا کرے تو اس سے دو ایٹمی ممالک کے درمیان جنگ نہیں شروع ہو جائے گی؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ ٹھیک ہے کہ انڈیا کے میڈیا کی طرح پاکستانی میڈیا کو بات کا بتنگڑ بنا کر فضا خراب نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن جب آپ پر حملہ ہو تو آپ اپنا دفاع تو کیجیے۔ ہمارے میڈیا پر بھارت کے ایک صاحب نے آکر کہا کہ پانچ لاشیں میں نے خود دیکھی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ انہیں مارا کس نے؟ پاکستان پر جو پانچ فوجیوں کو مارے جانے کا الزام لگایا جا رہا ہے وہ سچ ہے یا جھوٹ؟ ہو سکتا ہے جن کشمیریوں پر بھارتی فوج ایک عرصے سے ظلم ڈھا رہی ہے ان میں سے کسی نے جواباً یہ کارروائی کی ہو۔ بھارت 1989ء سے اب تک سوا لاکھ کشمیری مسلمانوں کو شہید کر چکا ہے۔ لاکھوں افراد لاپتہ ہیں۔ ہزاروں خواتین کی بے حرمتی کی جا چکی ہے۔ یہ چیزیں نہ انڈیا کے میڈیا کو نظر آتی ہیں اور نہ ہمارے ہاں سیکولر طبقہ کو ہی، جو پاکستانی میڈیا پر قابض ہے۔

سوال: پاکستان اس وقت نہایت شدید اندرونی اور بیرونی خطرات سے دوچار ہے۔ حکومت اس وقت سیکیورٹی پالیسی ترتیب دینے کے لیے آل پارٹیز کانفرنس بلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ مجوزہ کانفرنس کے نتیجے میں حالات میں کوئی بہتری کی اُمید ہے؟

ایوب بیگ مرزا: آل پارٹیز کانفرنس بلانے کا مقصد ہے کہ اس معاملے پر سیاسی اور عسکری قیادت ایک موقف پر آجائے۔ میرے نزدیک موجودہ حالات میں اے پی سی بلانے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن ماضی کے تجربات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ آج تک جتنی بھی ایسی کانفرنسیں منعقد کی گئیں وہ نشستند، گفتند اور برخاستند سے زیادہ سے کچھ نہ تھیں۔ یہاں تک کہ ہمارے ہاں انتہائی اہم معاملات پر قومی اسمبلی میں جو قراردادیں منظور ہوتی ہیں ان پر بھی عمل درآمد نہیں ہوتا اور وہ ردّی کی ٹوکری کا حصہ بن جاتی ہیں، حالانکہ قومی اسمبلی کی منظور شدہ قرارداد پوری قوم کی خواہشات اور امنگوں کی ترجمانی کرتی ہے۔ اس کمزوری کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی بنیاد سے ہٹے ہوئے ہیں۔ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ عملی لحاظ سے ہم نے اس طرف کوئی پیش رفت نہیں کی۔ پاکستان صرف کاغذی سطح پر ایک اسلامی ریاست ہے جبکہ حقیقتاً ریاست کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ جب تک یہ دورنگی اور عملی منافقت ختم نہ ہوگی (یعنی آئین کی اسلامی دفعات کو رُوبہ عمل نہیں لایا جاتا) ہم اسی طرح پریشان رہیں گے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کو الماری میں بند کر کے رکھنے کی بجائے اگر اُن کی روشنی میں قانون سازی کی جائے اور پاکستان کے تمام اداروں میں حقیقتاً اسلام نظر آئے، تبھی اس طرح کی کانفرنسیں فی الواقع مفید ہو سکتی ہیں۔ ورنہ ذلت وخواری اسی طرح ہمارا مقدر بنی رہے گی۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی توفیق دے۔ ہماری رائے میں یہی پاکستان کے استحکام اور بچاؤ کا واحد راستہ ہے۔ [مرتب: فرقان دانش]

☆☆☆

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ جناب اظہر بختیار خلجی کے معاون نصیر احمد خان کے بہنوئی وفات پاگئے۔

☆ ناظم مکتبہ مرکزی تنظیم اسلامی اعجاز احمد انجم کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔

☆ گارڈن ٹاؤن لاہور (منفرد اسرہ ماڈل ٹاؤن 1) کے رفیق تنظیم اور مرکزی انجمن خدام القرآن کے دیرینہ رکن چودھری احمد مختار وفات پاگئے۔

☆ منفرد رفیق حلقہ حیدرآباد انجینئر فیصل مختار رضا الٰہی سے انتقال کر گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ (آمین) قارئین اور رفقائے تنظیم سے بھی اُن کے لئے دُعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ
فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

شام کا بحران اور تیسری عالمی جنگ

بلال خان

بیان کردہ تلخ حقائق کو سمجھنے کے بعد افغانستان اور پٹھانوں کا معاملہ بالکل عیاں ہو جاتا ہے۔ جہاں تک معاملہ پاکستان کا ہے، تو اُس کی عسکری مہارت اور میزائل ٹیکنالوجی امریکہ کو اسرائیل کے راستے میں رکاوٹ نظر آتی ہے۔ پاکستان چونکہ چین سے بھی قربت رکھتا ہے، اس لئے پاکستان کے مزاج کو درست کرنا اُس کے ایجنڈے میں شامل ہے۔ اس کے لئے ہمہ پہلو حکمت عملی پر عمل ہو رہا ہے۔ ایک طرف بھارت کی پیٹھ ٹھونکی جا رہی ہے، اس سے دفاعی تعلقات بڑھائے جا رہے ہیں، پاکستان کا حقہ پانی بند کیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف افغانستان میں بھارت کے کردار کو مضبوط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تیسری طرف جو خفیہ اڈے ان کو دیے گئے ان کو استعمال کرتے ہوئے غیر ملکی ایجنسیوں، ریمنڈ ڈیوس جیسے ایجنٹوں اور بلیک واٹر جیسی دہشت گرد تنظیموں کی مدد سے ایجنٹوں کا ایک وسیع نیٹ ورک بنایا گیا، جو پاکستان میں امن کو تہہ و بالا کر کے مکمل خانہ جنگی کا راستہ ہموار کرنے میں مصروف ہے۔ ان ایجنسیوں کے False Flag Operations کا کیس طالبان کا نام لے کر بند کر دیا جاتا ہے، اور یوں اصل طالبان کو بدنام کر کے دین پسند طبقے کو دیوار سے لگا کر فرقہ وارانہ جنگ کی آگ بھڑکانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ چوتھی طرف آئی ایم ایف کے ذریعے معاشی مسائل پیدا کر کے سیاسی اور سماجی بحران اور احتجاجی تحریکوں کو جنم دینے کی کوشش بھی ہو رہی ہے۔ محترم ہارون الرشید اور شاہین صہبائی صاحبان کی گزشتہ کئی تحریریں اس جانب اشارہ کر رہی ہیں۔ آخر برطانوی سفارت خانے کو پاکستان میں 1977ء جیسی تحریک چھیڑنے میں کیا دلچسپی تھی؟ یہ تمام ہتھکنڈے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے آزمودہ ہیں، جن کو انہوں نے یوگوسلاویہ میں آزمایا ہے۔

پاکستان اور افغانستان کا انتظام کرنے اور اس کو آٹو (Auto) پر لگانے کے بعد امریکہ اور اُس کے ہم خیال مشرق وسطیٰ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ عراق کا جو حشر کیا گیا، وہ ہمارے سامنے ہے۔ کم و بیش 15 لاکھ مسلمانوں کو وہاں قتل کیا گیا۔ اس کے باوجود امریکہ وہاں سے شکست کھا کر نامراد نکلنے پر مجبور ہوا، لیکن جاتے جاتے وہ ایک ایسا ناسور چھوڑ گیا جس سے آنے والے وقت میں اس کی حکمت عملی اور مفاد پورا ہو سکے۔ اس سلسلے میں بلیک واٹر اور سی آئی اے کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔

یوں تو عالمِ اسلام میں شیعہ سنی تضاد ہمیشہ سے موجود رہا ہے اور گاہے بگاہے ان میں لڑائی جھگڑا اور خون خرابہ بھی ہوتا رہا ہے، لیکن کسی بھی زمانے میں اتنے بڑے پیمانے پر قتل و غارت اور جنگ نہیں ہوئی، جتنی عراق میں ہوئی ہے۔ 2006ء میں عراق کے مقام سامرا میں مقدس مقامات پر حملے کئے گئے۔ ان حملوں کے بعد عراق کے معروف شیعہ لیڈر مقتدیٰ الصدر کا یہ بیان بھی ریکارڈ پر ہے کہ کوئی سنی مسلمان بھی ان بزرگ و برگزیدہ بندوں کی مبارک قبروں کی توہین نہیں کر سکتا۔ تو یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ ان حملوں کے پیچھے اصل ہاتھ کس کا تھا۔ مسلکی لڑائی کی آگ بھڑکانے کا یہ وہی انداز ہے جو آج کل پاکستان میں اپنایا جا رہا ہے۔

مشرق وسطیٰ کے نقشے میں تبدیلی اور گریٹر اسرائیل کے قیام کا منصوبہ بھی بہت پرانا ہے، جس پر عمل کرنے کے لئے عراق سے صدام حسین کو جو ایک مضبوط حکمران تھے ختم کرنا ضروری تھا۔ اس منصوبے کا ذکر ہم "New Middle East" کے نام سے اکثر و بیشتر امریکی انتظامیہ کے منہ سے سنتے رہے ہیں۔ اسرائیل کی توسیع اور مسجدِ اقصیٰ کو شہید کرنے کے لئے (قبلۂ اول کو گرانے کی مہم عرصہ دراز سے جاری ہے اور آثار قدیمہ کی تلاش کے بہانے اس کی بنیادوں میں کھدائی کی جا رہی ہے، جس سے ڈر ہے کہ مسجد ایک دن خود ہی گر جائے گی) ایک طرف شیعہ سنی فسادات کو ہوا دی گئی، دوسری طرف جمہوریت کے فروغ کے نام پر امریکی تھنک ٹینکس اور این جی اوز عرب ممالک کے آمروں اور شاہوں کے خلاف بغاوت کو ہوا دیتے آ رہے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ جس کا بالآخر نتیجہ عرب بہار کی شکل میں نمودار ہوا۔

درحقیقت امریکہ کو جمہوریت یا مسلم عوام کی فلاح سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ بات مصر کے حالیہ واقعات سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ امریکہ کی شہ پر صرف تین دن کے مظاہروں پر ڈاکٹر محمد مرسی کی حکومت ختم کر دی گئی۔ امریکی حکومت اس کو فوجی مارشل لاء کہنے سے اس لئے کترا رہی ہے کیوں کہ ان کا قانون فوجی حکومتوں کی امداد کی اجازت نہیں دیتا۔ ہم اہل پاکستان امریکہ کے اس رویہ سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔ امریکی پاکستان کے ساتھ بھی یہی کچھ کرتے آئے ہیں۔ اس بات سے دو باتیں بالکل واضح ہو جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ جمہوریت اور امریکہ کی جمہوریت پسندی صرف ڈھونگ اور دھوکا ہے۔ دوسرا یہ کہ نفاذِ اسلام کی کوشش مصر، تیونس، الجزائر یا پاکستان میں ووٹ کے ذریعے کی جائے یا افغانستان، یمن اور سوڈان میں جہاد کے ذریعے، امریکہ کو کسی بھی صورت میں بھی برداشت نہیں۔ ڈاکٹر محمد مرسی کا جرم معاشی بحران نہیں تھا کہ اب خود مغربی میڈیا نے اس کا بھانڈا بھی پھوڑ دیا ہے کہ وہ سب بحران خود ساختہ اور مرسی کو ناکام بنانے کے لئے تھا۔ بلکہ مرسی کے اصل "جرائم" دو اقدامات ہیں: ایک مرسی کا اعلان کردہ نہر سوئز پورٹ پراجیکٹ۔ یہ پورٹ مصر کے لئے ویسی ہی اہمیت رکھتی ہے جیسی ہمارے لئے گوادر کی بندرگاہ اور شاہراہ قراقرم۔ جیسے ہمارے دشمنوں کو ہمارے یہ دو پراجیکٹ کانٹے کی طرح تکلیف دیتے ہیں، اسی طرح مصر کے دشمنوں کو نہر سوئز کا یہ پراجیکٹ چبھتا ہے۔ دوسرے مرسی کا سنی علماء کے دباؤ میں آکر شام کے سنی باغیوں کی مدد کا اعلان، جس سے یہ امکان پیدا ہو گیا تھا کہ بڑی تعداد میں سنی رضا کار شام کا رخ کر کے شام کی جنگ کا رخ سنیوں کی طرف فیصلہ کن انداز میں موڑ لیں گے جو کہ دراصل مغربی ایجنڈے کے خلاف ہوگا۔

شام کی خانہ جنگی کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ اس جنگ کے دو فریق ہیں: ایک وہاں کی علوی شیعہ حکومت اور اس کے اتحادی ایران، عراق، لبنان، روس، شمالی کوریا، چین اور وینزویلا، اور دوسرا فریق عرب ریاستوں اور مغربی طاقتوں کے حمایت یافتہ آزاد عساکرِ شام (Free Syrian Army)۔ جبکہ حقیقت میں اس جنگ کا ایک تیسرا فریق بھی ہے اور وہ ہے عالمی جہادی نیٹ ورک۔ اور اصل جنگ پہلے اور تیسرے فریق

میں جاری ہے۔کچھ علاقوں میں حکومت اور ان کے اتحادیوں کا پلڑا بھاری ہے، اور کچھ علاقوں میں ان جہادی تنظیموں کا۔ بہت سے مغربی صحافیوں اور محققین کے نزدیک سیکولر اور امریکی حمایت یافتہ Free Syrian Army کا وجود زیادہ تر صرف میڈیا میں ہے۔ حقیقتاً وہ انتہائی کمزور اور نہ ہونے کے برابر فریق ہے۔ شام میں اصل طاقتور باغی تنظیمیں النصرہ فرنٹ، اسلامی ریاست ہائے عراق والشام (Islamic State of Iraq and Al Shaam)، احرار الشام اور غرباء الشام ہیں۔ یہ تنظیمیں یا تو براہِ راست القاعدہ کا حصہ ہیں یا پھر اُس کی اتحادی ہیں۔ ان کا مقصد جمہوری یا آئینی مراعات یا حقوق کا حصول نہیں، بلکہ ببانگِ دہل خلافت کا قیام ہے۔ خود ایک شامی وزیر کی پریس کانفرنس انٹرنیٹ پر موجود ہے جس میں وہ کہہ رہا ہے کہ ”ہماری جنگ ان لوگوں سے ہے جو شام میں خلافت کا قیام چاہتے ہیں، اور اگر وہ کامیاب ہو گئے تو وہ صرف شام تک محدود نہیں رہیں گے۔“ اب چونکہ ایران کے علاوہ عراق اور لبنان بھی اس جنگ میں ملوث ہو چکے ہیں اور وہاں سے بھی شامی حکومت کو مدد مل رہی ہے، چنانچہ ان تنظیموں نے اپنی کارروائیوں کا دائرہ بھی عراق اور لبنان تک وسیع کر دیا ہے۔ یوں یہ جنگ شام سے باہر بھی پھیل رہی ہے۔ ابھی کچھ دن پہلے ان مزاحمت کاروں کی جانب سے بدنام زمانہ ابوغریب اور تاجی جیلوں پر حملہ کیا گیا جو بغداد کے نواحی علاقوں میں واقع ہیں۔ یہ حملہ اتنا مربوط اور منظم تھا کہ اس میں کم و بیش 1500 سنی قیدیوں کو چھڑا لیا گیا۔ شام کی جنگ کا یہ تیسرا فریق یعنی کہ عالمی جہادی نیٹ ورک امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو سخت ناپسند ہے۔ یہ وہی طبقہ ہے جسے امریکی تھنک ٹینکس ”دیوبندی وہابی جہادی اتحاد“ کا نام دیتے ہیں۔ ان میں موجود اکثر تنظیموں پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے یا تو پابندیاں عائد کر رکھی ہیں، یا وہ گزشتہ 12 برس سے عالمِ اسلام کے مختلف ممالک میں اُن سے برسرِ پیکار ہے اور مار کھا رہا ہے۔ (جاری ہے)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

نعرۂ حق

انقلابی توحید!

نعیم صدیقی

ایک پیمبر! ایک پیام!
ایک صحیفہ! ایک کلام ایک نماز اور ایک امام!
ایک حکومت! ایک زمام!
ایک خدا --- اور --- ایک نظام!

قوم، قبیلہ، لغو، فضول!
کون گلاب، اور کون ببول؟ ایک ہو مقصد، ایک اصول!
دیس ہو چاہے روم کہ شام!
ایک خدا --- اور --- ایک نظام!

دنیا ساری ایک ہی ”کل“
برف کہ شعلے خار کہ گل! ساز کہ نغمے جام کہ مُل!
نور سے ہم آہنگ ظلام
ایک خدا --- اور --- ایک نظام!

دین کا ہے اک جوڑ اٹوٹ
نسل کا دعویٰ جھوٹ ہی جھوٹ فیض بس اسکا پھوٹ ہی پھوٹ؟
رنگ کا جادو دام ہی دام!
ایک خدا --- اور --- ایک نظام!

چرخ، ستارے، مہر، قمر
کوہ، سمندر، برگ، شجر ایک ہی منزل! ایک سفر!
دوش بدوش اور گام بہ گام!
ایک خدا --- اور --- ایک نظام!

دین، سیاست غیر نہیں
غیر ہوئے تو خیر نہیں! خیر کا پھر سر پیر نہیں
ایک ہوا اور ایک ہی ”بام“!
ایک خدا --- اور --- ایک نظام!

نظم میں کچھ تغییر نہیں
کورنگہ تقدیر نہیں! خام کوئی تعمیر نہیں
جسم تغیر! روح دوام!
ایک خدا --- اور --- ایک نظام!

کبر کے خوگر میر وزیر
اور دکھائیں عجز فقیر زور معزز، ضعف حقیر!
آدمیت کا کام تمام!
ایک خدا --- اور --- ایک نظام!

ایک حریم پاک حیات!
شمع ہے اسکی ایک ہی ”ذات“ پھیل گئے کیوں لات منات؟
شرک یہاں ہے عین حرام!
ایک خدا --- اور --- ایک نظام!

بحر کہ بر، ہر سمت فساد
عقل نے پالے لاکھ تضاد دیکھ ترقی نامِ نہاد!
عیش کا ساقی زہر بجام!
ایک خدا --- اور --- ایک نظام!

(مرسل: قاضی عبدالقادر، کراچی)

مصر۔ جدید اسلامی ریاست کا خواب...

محمد سلیم قریشی

اس باب میں دو آراء نہیں کہ اہل مصر کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ تحریر اسکوائر پر امریکی سفیر مسز پیٹرسن کے خلاف لہراتے بینر اس بات کا اشارہ ہیں کہ مصر کے لوگ امریکا کو بغاوت کے ذمہ داروں میں شامل سمجھتے ہیں۔ مرسی کو امریکا نے اپنے مفاد کے لئے استعمال کیا۔ وہ اختیار اور اقتدار کے حقیقی مالک تھے اور نہ انہوں نے اسلام کو نافذ کیا۔ لیکن اس کے باوجود ان کی اسلامی شناخت گوارا نہیں کی گئی اور قومی اور مذہبی اداروں کی تذلیل اور شہریوں کو ڈرانے دھمکانے کے منفی تاثر کے ساتھ مرسی کو اقتدار سے ہٹادیا گیا کہ یہ لوگ قوم کے امور سنبھالنے میں ناکام رہے ہیں۔ اسلام پسندوں کو کمزور ترین حالت میں بھی قبول نہیں کیا گیا۔

الاخوان المسلمون نے اسلام کی روح اور فطرت کے خلاف کفر کے مقابل اعتدال پسند اسلام کا راستہ اختیار کیا۔ انہوں نے پارلیمنٹ کی سب نشستوں پر امیدوار کھڑے نہیں کئے کہ مبادا مغرب کے کان کھڑے ہوجائیں۔ پھر بھی چالیس فیصد پر اخوان اور پچیس فیصد پر سلفی کامیاب رہے۔ اقتدار میں آنے کے بعد مرسی نے مزید احتیاط سے کام لیا۔ انہوں نے اسرائیل کے معاملے میں اہل مصر کے جذبات کو سامنے رکھا اور نہ اسلام کے نفاذ کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات کیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فوج، لبرل اور سیکولر حلقے تو ان کے خلاف تھے ہی دینی حمیت رکھنے والا ایک وسیع حلقہ بھی ان کا مخالف ہوگیا۔ امریکا نے اس غم و غصے کو مرسی کے خلاف استعمال کیا۔ لیکن خیال رہے کہ یہ داخلی کشمکش مرسی کے خلاف بغاوت کا ایک معمولی جزو تھا جسے فوج ثالث کا کردار ادا کر کے حل کرا سکتی تھی۔ مرسی جس کشمکش کا نشانہ بنے وہ دراصل تہذیبوں کا تصادم ہے جس میں یہ بات طے کرلی گئی ہے کہ مغرب کو ہر لحاظ سے غالب اور اسلام کو ہر لحاظ سے مغلوب رکھنا ہے خواہ اسلامی قوتیں مروجہ جمہوری طریقوں سے ہی برسر اقتدار کیوں نہ آئی ہوں۔ اخوان المسلمون نے جمہوری راستہ اختیار کیا انتخابات میں کامیابی حاصل کی۔ ووٹ کی طاقت سے ثابت کیا کہ مصر کے عوام کی اکثریت اسلام کا نفاذ چاہتی ہے۔ لیکن مصر کے تجربے نے ایک بار پھر ثابت کردیا کہ جمہوریت کی شاہراہ پر اسلام کی گاڑی نہیں چل سکتی۔ سیکولر نظام پر مبنی جمہوریت اور بیلٹ بکسوں کے ذریعے اسلام کی حکمرانی ناممکن ہے۔

وکی لیکس میں بتایا گیا تھا کہ حسنی مبارک کے زمانے میں امریکیوں کو خدشہ پیدا ہوا کہ اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے گا اور حسنی مبارک کی جگہ انقلابی آجائیں گے۔ اس پر ایک افسر نے واشنگٹن کو لکھا تھا کہ حسنی مبارک کا جو بھی جانشین آئے گا فوج اسے صرف اس وقت تک برداشت کرے گی جب تک وہ فوج کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتا۔ مسئلہ یہ ہے کہ کسی بھی شعبے میں دخل دیا جائے فوج کے معاملات میں مداخلت ہوتی ہے۔ ملک کے ہر ہر شعبے میں فوج کا عمل دخل ہی اتنا ہے۔ مصر کی فوج باقاعدہ طور پر صنعت و تجارت پر قابض ہے۔ سڑکیں، ہوٹل، رہائشی تعمیراتی اسکیمیں، پل، اسکول، ٹیلیفون ایکسچینج، ڈیری فارم، زرعی فارم، گھر کے استعمال کی چیزیں، کپڑے، اسٹیشنری، دروازے، ادویات، ڈش واشر ہر چیز بنانے اور چلانے میں فوج اور محض فوج نظر آتی ہے۔ دریائے نیل کے ڈیلٹا کے ساتھ سیاحوں کی جنت کا فائدہ بھی فوج اٹھارہی ہے۔ اس فوج کے اندر عوام کی نمائندگی صرف نچلی سطح پر ہے۔ اونچی رینک کے افسران اور جنرلوں کا عوام سے دور دور واسطہ نہیں۔ ان کا مخصوص لائف اسٹائل ہے جسے عوامی اسلامی انقلاب سے خطرہ ہے۔ جو آگیا تو فوج کو بھی بدل کر رکھ دے گا۔ یہ اسی خوف کا نتیجہ ہے کہ مصری فوج نے صرف مرسی کا تختہ نہیں الٹا وہ مصری عوام پر بھی حملہ آور ہے۔ مرسی اقتدار کے خاتمے کے چند دن بعد ہی نماز فجر کے دوران فوج نے براہ راست سر اور سینے کا نشانہ لے کر سو نمازیوں کو شہید کردیا، جن میں پانچ بچے بھی شامل تھے اور ایک ہزار افراد کو زخمی کردیا۔ بعد میں خون کی جو ندیاں بہائی گئیں، اُس کا ذکر سن کر بھی کلیجہ چھلنی ہوجاتا ہے۔

آئین میں فوج کو عوام کی فوج کہا گیا ہے لیکن یہ فوج دراصل عالمی اسٹیبلشمنٹ کا حصہ ہے۔ امریکا نے اسے قابو کر رکھا ہے۔ مرسی نے ایک ایسے شخص کو فوج کا سربراہ بنایا جو کم عمر بھی تھا اور اسلامی ذہن بھی رکھتا تھا لیکن فوج کا ایک ہی مائنڈ سیٹ ہے جو امریکی سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔ مرسی کے دور اقتدار میں اصل طاقت فوج کے پاس تھی۔ تمام ڈوریاں فوجی اسٹیبلشمنٹ کے ہاتھوں میں تھیں اور اسٹیبلشمنٹ کے پیچھے امریکا ہے۔ جس کے احکامات کے مطابق وہ کام کرتے ہیں۔ فوجی بغاوت سے پہلے اسرائیل کے خفیہ اداروں کا مصر کی افواج سے اعلی سطح کا رابطہ قائم ہوچکا تھا۔ بغاوت کے دوران مصری افواج کو تمام اہم معلومات اسرائیلی ذرائع سے مہیا کی جارہی تھیں۔ بغاوت کے چند ہی گھنٹے بعد اسرائیل کے اہم افسر مصر کے دارالحکومت میں موجود تھے۔ اتنی طاقتور اور امریکا اور اسرائیل کی تابع فوج صدر مرسی کو کس حد تک کھل کھیلنے کی آزادی دے سکتی تھی اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔ مصر کے عوام اسلام کا نظام چاہتے ہیں لیکن انتہائی طاقتور فوج عوام کے مقابل کھڑی ہے ایسے میں خلافت راشدہ کا خواب کیسے پورا ہوسکتا ہے۔

اسلامی ریاست آسانی سے قائم ہونے والی بات نہیں ہے۔ نہ یہ صدر یا وزیر اعظم بن کر حکومت میں شامل ہونے والی بات ہے۔ اسلام کی حکمرانی قائم کرنے کا صرف ایک راستہ ہے رسالت مآب ﷺ کا راستہ۔ بنو عامر اس قیمت پر بیعت دینے پر تیار تھے کہ اگر ان کی مدد سے حکومت ملی تو آپ ﷺ کے بعد اقتدار ان کو ملے گا۔ آپ ﷺ نے انکار کردیا۔ عرب سرداروں نے آپ ﷺ کو اپنا حاکم تسلیم کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ لیکن آپ ﷺ نے ایسی حکمرانی قبول کرنے سے انکار کردیا جو نامکمل اور اختیار کے بغیر ہو۔ آپ ﷺ نے اس نظام کا حصہ بننے سے انکار کردیا جو اسلام سے متصادم تھا۔ آپ ﷺ صبر اور استقامت کے ساتھ غیر معمولی بلاغت کے ساتھ عوام کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کراتے رہے۔ ساتھ ہی اس دور کی اسٹیبلشمنٹ قبائلی سرداروں کو صریح طور سے اسلام کی دعوت دیتے اور ان سے نصرت طلب فرماتے رہے۔ آپ ﷺ کسی موضوع پر اسلام سے کچھ چھپاتے، نہ مؤخر کرتے، نہ ٹالتے، نہ ہلکا کرتے، نہ کُند کرتے بلکہ آپ اسلام کے مضبوط افکار کو پوری مضبوطی کے ساتھ فاسد کفریہ تصورات کے مقابل پیش کرتے جس کے نتیجے میں ایک فکری ٹکراؤ پیدا ہوا اور کفر ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا۔ آپ ﷺ نے کافروں مشرکوں اور ان کے ایجنٹوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سازشیں بے نقاب کرتے اور ان کا تدارک کرتے رہے۔ یہ وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے حکومت اور شریعت کے لئے رائے عامہ پیدا ہوئی۔ اس دور میں عالم اسلام کی فوج وہ حقیقی طاقت ہے جو اسلامی نظام کے قیام میں مدد فراہم کرسکتی ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب تمام اسلامی ممالک میں عوام اور فوج اکٹھے اسلامی نظام کے لئے کوشاں ہوں گے۔

امام حسن البناء شہید

اسلامی نشاۃ ثانیہ کا عظیم معمار

طاہر آفاقی

مارچ 1928ء کی ایک غمگین اور سلگتی شام کو اسماعیلیہ کے چھ باشندے حسن البناء کے پاس آئے اور اُن سے کہنے لگے کہ: ''ہم اس عملی طریقے سے واقف نہیں جس پر عمل کرتے ہوئے ہم اسلام کی شان و شوکت کو بحال کر سکیں۔ ہم اس قابل رحم اور غلامی کی زندگی سے عاجز آ چکے ہیں۔ ہم اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ عرب اور مسلمان غیر ملکیوں کے رحم و کرم پر پڑے ہیں۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، لیکن ہم یہ خون، یہ روح اور یہ سکے تمہارے حوالے کر سکتے ہیں، کیونکہ تم اس قابل ہو کہ ہمارے لیے کوئی مفید لائحہ عمل متعین کر سکو۔ تم اس راہ سے بھی واقف ہو جس پر چل کر ہم اپنے وطن، اپنے مذہب، اور اسلامی اُمہ کی خدمت کر سکتے ہیں۔'' حسن البناء اُن کی درخواست سے ازحد متاثر ہوئے اور قسم کھائی کہ اسلام کے ادنیٰ سپاہی کی طرح ہم سب مل کر کام کریں گے۔ غلامی کے اُس اندھیری شب میں نویدِ سحر کا پیغام لانے والی تنظیم الاخوان المسلمون نے جنم لیا۔ امام نے اس تنظیم کا ابتدائی ایجنڈا چھ نکات پر ترتیب دیا: (1) دورِ حاضر میں دینی رہنمائی کی غرض سے قرآن پاک کی تشریح و تفسیر۔ (2) اقوام اسلام کا اتحاد (3) بلند معیار زندگی اور انصاف کا حصول (4) غربت اور جہالت کے خاتمے کی جدوجہد (5) اسلامی خطوں کو غیر ملکی قبضوں سے نجات دلانا۔ (6) دنیا کو اسلام کے جذبۂ امن سے روشناس کروانا۔

الاخوان المسلمون کی تنظیم کے عظیم بانی حسن البناء 1906ء میں مصر کے ایک قصبے محمودیہ میں پیدا ہوئے۔ غیر معمولی ذہانت، زیرکی اور اسلام سے محبت رکھنے کی وجہ سے وہ اپنے اساتذہ اور محلّہ میں انتہائی مقبول ہو گئے۔ بڑے ہو کر حسن البناء نے معلّمی کا پیشہ اختیار کیا۔ نہر سویز کے قریب جب غیر ملکیوں کا شاہانہ طرز زندگی اور دوسری طرف اپنے لوگوں کی کسمپرسی کی زندگی دیکھتے تو اداسیوں کی آندھیاں انہیں گھیر لیتیں۔ حسن البناء کو یہ دیکھ کر بھی دکھ ہوتا کہ لوگ مساجد سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں جب کہ مغرب کی آنکھوں کو چندھیا دینے والی ترقی مصریوں کی سمجھ سے بالاتر تھی اور علماء بھی اس قابل نہ تھے کہ عوام کی صحیح رہنمائی کر سکیں۔ حسن البناء جانتے تھے کہ مسلمانوں کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے اور یہ کہ انہیں اپنے سیاسی اور سماجی اداروں کی اصلاح لازماً کرنی چاہیے۔ تاہم دوسرے اصلاح پسندوں کی طرح ان کا بھی یہی خیال تھا کہ سائنس اور ٹیکنالوجی سے استفادہ روحانی اصلاح کے دوش بدوش ہونا ضروری ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا کہ اسلام مغربی طرز کا نظریہ نہیں اور نہ چند عقائد ہی کا مجموعہ ہے بلکہ یہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اگر اس پر تہہ دل سے عمل کیا جائے تو یہ مسلمانوں کی اس شان و شوکت کو بحال کر سکتا ہے جو عرصۂ دراز قبل مسلمانوں کی پہچان تھی۔

حسن البناء نے اسلامی تہذیب و ثقافت اور نظریۂ حیات کی ترویج اور مسلمانوں کو مغرب کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے 1928ء میں الاخوان المسلمون کی بنیاد رکھی۔ انھوں نے مسلمانوں پر واضح کیا کہ جب تک وہ غیر اقوام کی نقالی کرتے رہیں گے، مخلوط ثقافت کا شکار رہیں گے، تب تک غیروں کی تہذیبی و سیاسی غلامی سے نجات نہ پا سکیں گے۔ اور یہ کہ مسلمانوں کو انقلاب فرانس یا انقلاب روس کی نقل نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسلام کے نظام حیات کو حرزِ جان بنانا چاہیے کیونکہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے 1400 سال قبل ان کو آزادی، مساوات اور سماجی انصاف جیسے لوازمات سے متعارف کروا دیا تھا۔ حسن البناء نے ایک طاقتور اسلامی معاشرے کی تخلیق کے لیے مسلمانوں کو اسلامی تہذیب و ثقافت کو اختیار کرنے اور شاہراہ ترقی پر چلانے کے لیے سائنس اور ٹیکنالوجی سے بھی بھرپور استفادہ کا درس دیا۔ انھوں نے مصری معاشرے میں مروجہ نظاموں کے برعکس اسلامی نظام کے نفاذ کی پرزور صدا بلند کی۔ افراد اُن کے گرد جمع ہوتے گئے۔ اسلام کی پیروی اور نفاذ کے جذبے سے جڑتے گئے۔ الاخوان المسلمون کا دائرہ اس قدر وسیع ہوا کہ 1949ء میں حسن البناء کی وفات تک اُس تنظیم کی 2000 شاخیں مصر میں قائم ہو چکی تھیں اور ہر ایک شاخ 30,000 سے 60,000 تک اخوان (بھائیوں) اور اخوات (بہنوں) کی نمائندگی کرتی تھی۔ یہ واحد مصری تنظیم تھی جو معاشرے کے ہر طبقے کی نمائندگی کرتی تھی۔ اِس میں بلاامتیاز ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ دوسری جنگِ عظیم میں یہ تنظیم مصر کے آسمان سیاست پر ایک روشن ستارے کی طرح جگمگا رہی تھی۔

الاخوان المسلمون جب بھی اپنی نئی شاخ قائم کرتی تو وہاں مسجد کے علاوہ لڑکوں اور لڑکیوں کے سکول بھی قائم کرتی۔ تنظیم کے اراکین کو دس دس افراد کی ایک مکمل اکائی میں تقسیم کیا گیا تھا۔ یہ اکائی ''اُسرۃ'' (خاندان) کہلاتی تھی اور ''اُسرۃ'' کے ارکان ہفتہ میں ایک بار باہم ملاقات کرتے اور ایک دوسرے کو اپنے حالات سے باخبر رکھتے اور اسلام کے بنیادی قوانین پر صدق دل سے عمل کرنے کی تلقین کرتے اور منکرات جیسے جوا، سود خوری، شراب نوشی اور حرام کاری سے بچنے کی تعلیم دیتے۔

الاخوان المسلمون نے ایک جدید اسکاؤٹ تحریک روورز (Rovers) بھی قائم کی تھی جو نوجوان اخوان کو جسمانی اور عملی تربیت فراہم کرتی تھی۔ دوسری جنگِ عظیم تک روورز ملک کے لڑاکے اور سب سے طاقتور نوجوان گروپ کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔ اخوان نے ورکروں کی تعلیم کے لیے شبینہ سکول (Night School) کھولے اور سول سروس امتحانات کے لیے درسی کالج بھی قائم کیے۔ ملک کے غریب اور پسماندہ شہروں میں حفظانِ صحت کے اُصولوں اور صحت و صفائی کی اہمیت سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ دیہی علاقوں میں کلینک اور ہسپتال قائم کیے۔ حسن البناء نے نظام تعلیم اور لیبر اصلاحات کے ضمن میں حکومت کی غفلت کو بخوبی اُجاگر کیا۔ انہوں نے تنظیم کے اداروں میں مسلم تشخص کو اُبھارا۔ اخوان نے اپنے تمام تر کارخانوں میں مساجد قائم کیں اور کارکنوں کو نمازوں کے اوقات میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی۔ اسلام کے سماجی پیغام پر عمل کرتے ہوئے کارکنوں کو تنخواہیں اور اُن کو کام کرنے کا ماحول بھی خاصا اچھا فراہم کیا گیا۔ اُن کو مناسب چھٹیاں بھی دی جاتی تھیں۔ ان کے ساتھ تنازعات کو عدل و انصاف کے تحت طے کیا جاتا تھا۔

حسن البناء اس امر پر ضرور زور دیتے تھے کہ کارکنان قرآن و سنت کے ساتھ وفادار رہیں۔ ملک میں ایسا عادلانہ نظام تشکیل دیا جائے جس کے ذریعے دولت کی مساوی تقسیم کا بندوبست ہو، اور معاشی ناہمواریوں کا خاتمہ ہو۔ ان کے عام افکار اور رجحانات دورِ حاضر سے مطابقت رکھتے تھے۔ لہٰذا انہیں قبول عام حاصل ہوا۔ حسن البناء کی مصر اور مصر سے باہر غیر معمولی مقبولیت نے مصر کے حکمران طبقے اور برطانیہ کو خوف میں مبتلا کر دیا۔ لہٰذا برطانیہ کے اُکسانے پر مصری حکمرانوں نے ایک سازش کے تحت 1949ء میں حسن البناء کو قتل کروا دیا۔

جمال الدین افغانی، محمد عبدہ، اور علامہ محمد اقبال نے مغربی غلامی سے نکلنے کے لیے جن نظریات کا پرچار کیا تھا اُن ہی نظریات پر حسن البناء نے ایک ایسے معاشرے کے قیام کی جدوجہد کی جس کی بنیاد آزادی، مساوات اور سماجی انصاف کے اسلامی اصولوں پر رکھی گئی ہو۔

حلقہ خیبر پی کے جنوبی کا سہ ماہی اجتماع اور برما میں مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم کے خلاف مظاہرہ

تنظیم اسلامی خیبر پختونخوا جنوبی کا سہ ماہی اجتماع مسجد ابوبکر صدیق ؓ سعد اللہ جان کالونی حاجی کیمپ میں منعقد ہوا۔ اجتماع کا آغاز صبح ساڑھے آٹھ بجے ہوا۔ سب سے پہلے راقم نے آداب مجلس بیان کئے اور اس کے بعد ''حقیقت نفاق و انفاق'' پر انجینئر طارق خورشید نے مختصر مگر مؤثر درس قرآن دیا۔ انہوں نے رفقاء سے کہا کہ نفاق سے بچنے کے لئے ذکر اور انفاق فی سبیل اللہ کا اہتمام لازم ہے۔ اس کے بعد محمد شمیم نے استقبال رمضان پر جبکہ ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے رمضان المبارک کے اہداف پر گفتگو کی۔ اس کے بعد بہت ہی اہم تنظیمی موضوع ''جماعتی زندگی میں اختلاف کے حدود و آداب'' پر ناظم حلقہ حافظ خورشید انجم نے سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے اختلاف کی مثبت اور منفی اساسات پر بات کی اور رفقاء کو بتایا کہ نظم میں منفی اساسات کی بنیاد پر اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں جبکہ مثبت اساسات پر اختلاف کے سلسلے میں دستور اور نظام العمل کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ چائے کے وقفے کے بعد مرحوم بانی محترم کا ویڈیو خطاب بعنوان ''کرنے کے چار کام'' پیش کیا گیا۔ تنظیم اسلامی نوشہرہ کے ناظم دعوت و تربیت قاضی فضل حکیم نے دورۂ ترجمہ قرآن اور دعوت رجوع الی القرآن کے باہمی تعلق کو خوبصورت انداز میں پیش کیا۔ دوپہر ایک سے دو بجے تک نماز ظہر اور ظہرانے کا وقفہ تھا۔ جناب وارث خان نے وقت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ظہر کی نماز کے بعد رفقاء کے سامنے کوہاٹ اور ڈیرہ اسمٰعیل خان میں گزشتہ دعوتی دوروں کی تفصیلات بیان کیں۔ کھانے کے وقفے کے بعد ڈاکٹر شاہین نے مذاکرہ کی ذمہ داری نبھائی۔ مذاکرہ کا عنوان تھا: ''دعوت دین کا طریقہ کار اور ہماری مشکلات''۔ اجتماع کے آخر میں ناظم حلقہ خورشید انجم نے رفقاء سے خطاب کیا اور انہیں وقت کی پابندی کی تلقین کی اور ان رفقاء کی کوششوں کو بھی سراہا جو اُس دن CNG کی بندش کے باوجود بہت دور سے پشاور آئے تھے۔ تنظیمی اور تربیتی امور پر گفتگو کے علاوہ انہوں نے عصر کے بعد ہونے والے مظاہرے کی تفصیلات سے بھی رفقاء کو آگاہ کیا۔

بعد از نماز عصر حلقہ کے زیر اہتمام میانمار (برما) میں بدھ مت حکمران اور ان کے پیروں کاروں کی جانب سے مسلمانوں پر وحشیانہ ظلم و ستم اور مسلمانوں کو برما سے کلیتہً ختم کرنے کی پالیسی کے خلاف اور برمی مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے مرکز کی ہدایت کے مطابق مظاہرے کا اہتمام کیا گیا۔ مظاہرے کی قیادت ناظم حلقہ خورشید انجم نے کی۔ مظاہرہ جامع مسجد ہشتنگری چوک صدیق اکبر سے شروع ہوا اور قصہ خوانی چوک شہیداں میں اختتام پذیر ہوا۔ رفقاء نے بینرز، کتبے اور ٹی بورڈز اٹھا رکھے تھے جن پر برمی مسلمانوں کے وحشیانہ قتل عام کے خلاف عبارات درج تھیں۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے قاضی فضل حکیم اور خورشید انجم نے کہا کہ برما میں سپین کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کی جان' مال اور عزت کوئی شے بھی محفوظ نہیں۔ برما کے فوجی حکمران ظالموں اور قاتلوں کا ہاتھ روکنے کی بجائے ان مظلوم مسلمانوں کے خلاف ہی کارروائی کر رہے ہیں۔ ان وحشیانہ مظالم پر غیر مسلم عالمی قوتوں کی خاموشی تو سمجھ میں آتی ہے کہ وہ اسلام کی دشمن ہیں، مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ مسلمان حکمران بھی بے حسی کی تصویر اور خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ برما کے مسلمانوں کی کوئی عملی مدد تو کجا وہ ظلم پر صدائے احتجاج بلند کرنے پر بھی تیار نہیں۔ عالمی تنظیمیں جو درندوں تک کے تحفظ کے لیے آواز بلند کرتی ہیں، میڈیا اور این جی اوز جو کوڑا زنی کی جعلی ویڈیو اور ملالہ جیسے واقعات پر آسمان سر پر اٹھا دیتے ہیں، وہ اس سفاکی اور قتل و غارت کو سرے سے کوئی اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی کے حوالے سے کہا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور پوری اُمت ایک جسد واحد ہے۔ اگر اس جسد کے کسی حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کی مدد درکار ہے، اور اس کے حصول کا واحد راستہ اللہ کے دین سے وفاداری ہے۔ ہمیں دین کے لئے محنت کرنا ہوگی اور پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کے لئے جدوجہد کرنا ہوگی۔ انہوں نے نومنتخب حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ برما کے مسلمانوں کی ہر ممکن مدد کرے اور اس حوالے سے او آئی سی (OIC) کا اجلاس طلب کرکے دوسرے مسلمان حکمرانوں کو بھی جھنجھوڑے، تاکہ وہ برما میں مسلمانوں کی یہ ظلم و ستم، قتل و غارت اور مسلمان عورتوں کی بے حرمتی فوری طور پر بند کروائی جا سکے۔ (مرتب: انجینئر یوسف علی)

حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام دورہ ترجمہ اور خلاصہ قرآن مع تراویح کے اجتماعات

ماہ رمضان المبارک کے دوران حلقہ لاہور شرقی کے تحت پانچ جگہوں پر دورۂ ترجمہ قرآن اور چھ جگہوں پر خلاصۂ مضامین قرآن مع تراویح کا اہتمام کیا گیا۔ رمضان المبارک سے چند دن قبل تمام ملحقہ علاقوں میں آگاہی مہم چلائی گئی اور لوگوں کو اِن پروگراموں میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ اس کے علاوہ چیدہ چیدہ جگہوں پر قرآن اور رمضان المبارک کے حوالہ سے اجتماعات کا انعقاد ہوا۔ مزید براں قرآن اور پاکستان کے تعلق اور پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ کے مفاہیم کو بھی اجاگر کیا گیا۔ مدرسین اور منتظمین کی کارکردگی تسلی بخش رہی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام حضرات کو جنہوں نے ان پروگراموں میں جان اور مال سے انفاق کیا، اجر عظیم سے نوازے۔ ان پروگراموں میں قرآن مجید کا ترجمہ مع تراویح اللہ کی خصوصی نصرت سے مکمل کیا گیا اور ان میں مجموعی طور پر 233 احباب نے شرکت کی اور طاق راتوں میں یہ تعداد خاطر خواہ رہی۔ تمام احباب سے فیڈ بیک فارم بھی بھروائے گئے۔ مزید براں فہم دین کے پروگراموں کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے ہمارے لئے توشۂ آخرت بنا دے، اور ہمیں دین اللہ کے قیام کی جدوجہد میں اپنا تن من دھن لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (محمد فرقان اقبال)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''دفتر تنظیم اسلامی بلوچستان، منان چوک، شاہراہ اقبال، کوئٹہ'' میں

13 تا 15 ستمبر 2013ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء اس اجتماع میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-3820028/081-2842969

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت تنظیم اسلامی

(042)36316638-36366638

0332-4178275

Egypt draft constitution may ban religious political parties

(News Report)

Egypt's new constitution may ban all religious political parties, sources told Ahram Online, as the army-backed interim government hints that it may declare the Muslim Brotherhood a terrorist organization after clashes that have left over 800 dead.

The new draft constitution is expected to be announced Wednesday, Ali AwadSaleh, head of the committee drawing it up and a constitutional aide to the interim president, said in a Sunday press conference.

Following the ousting last month of former President Mohamed Morsi, interim President Adly Mansour created a 10-member committee tasked with proposing amendments to the constitution. The panel consists of six judges and four constitutional law professors.

A second committee, comprised of 50 public figures, will then have 60 days to review those amendments before the proposals are put to a national referendum. Parliamentary elections are expected to follow after the referendum.

"*Fundamental changes must be introduced to [the] 2012 Islamist-backed constitution,*" Ahram Online quoted a source close to the committee as saying. According to the source, the committee has agreed that the new constitution will ban political parties based on religious ideology.

Such a change would reverse Article 2 of Morsi's 2012 constitution, which stipulates that Islamic Sharia law supersedes civil law. Last week, however, Awad was quoted as saying that Article 2 would be kept "*in order to stress the Islamic identity of Egypt.*"

The source said the ban on religious parties in Egypt was necessary, as a number of political parties have a religious-based ideology, with the ultimate goal of creating an Islamic religious state. Concerns about religious extremism were highlighted by "*proposals from more than 400 political, economic, and social institutions, pressing hard for the necessity of safeguarding Egypt against Islamist factions trying to change the civil nature of the country into a religious oligarchy,*" the source said.

Among other major proposed amendments, the ban against Hosni Mubark's National Democratic Party would be lifted, the source said.

Committee sources also stated that the "*the upper house of parliament, the Shura Council, would be scrapped.*"

"*Most political factions are also pressing for the elimination of this council, which was exploited by the Muslim Brotherhood and its allies for more than a year to impose their Islamist ideology on the country,*" a source said. He added that the Shura Council costs the state budget "*too much money at a time of severe economic crisis.*"

Some legal changes governing the High Constitutional Court and the media are also expected, to reinforce institutions' independence and shield them from further "*intimidation by ruling regimes,*" the source said.

Earlier, interim Prime Minister Hazem el-Beblawi proposed dissolving the Muslim Brotherhood as the army clashed with pro-Morsi supporters across the country.

"*There will be no reconciliation with those whose hands have been stained with blood, and who turned weapons against the state and its institutions,*" Beblawi told reporters.

The Muslim Brotherhood has also been blamed for dozens of attacks on Coptic churches and Christian communities in Egypt. But the group has denied these claims, with AmrDarrag from the Brotherhood's Freedom and Justice Party telling RT that "*the Muslim Brotherhood has always been protecting churches.*"

Citing a priest in Minya - where several Christian churches were attacked this week - Darrag said that the "*attacks were orchestrated by thugs who cooperate with security forces.*" He added that allegations of Islamist groups attacking churches were being "*propounded by the current [regime] to justify the aggression.*"

Darrag also told RT that the media often misinterpreted the political situation, putting pro-Morsi protesters in one camp and government forces in the other. The protesters come from different sections of society, and some are not organized or united under any banner, Darrag said. "*They are all protesting and marching to restore democracy*," Darrag said.

PEARLS OF WISDOM

Hadith 1

Abu Sa'ed Al-Khudari (may Allah be pleased with him) narrates that the Messenger of Allah (may Allah bestow peace and blessings upon him and his family) said, "You shall follow the practices of those before you; hand span for hand span, cubit for cubit even if they enter a hole of a lizard you would follow them." They asked, "O Messenger of Allah is it the Jews and the Christians?" He said, "Who else?"

(Muslim, al-Bukhari).

Hadith 2

Ibn Abbas (may Allah be pleased with him) narrates that the Messenger of Allah (may Allah bestow peace and blessings upon him and his family) said, "A time shall come upon were the people have faces of Adam and hearts of Satan. They do not see it as evil to rip you off in trade and to betray your trust. Their children are tempestuous, their youth villainy, their elders do not command good or forbid evil, the mighty are humiliated, they seek what the hands of the poor contain, the forbearing of them is deceived, the commander of good is accused, the believer of them is oppressed, the open sinner is respected, prophetic practice is innovation and innovation is prophetic practice to them. So when evil dominates over them they supplicate for good but it is not responded."

(Al-Tabarani in Al-Awsat and Al-Saghir)

مرکز تنظیم اسلامی کی پیش کش
امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ
یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم
کا
مرکزی خطاب جمعہ
جو بالعموم تذکیر بالقرآن، حالات حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے
اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سُن سکتے ہیں
آڈیو کیسٹ کے ساتھ ساتھ
آڈیو سی ڈی میں بھی دستیاب ہے
ممبر بنیں اور استفادہ کریں
سالانہ ممبر شپ فیس 1000 روپے
مرکز تنظیم اسلامی میں نقد، منی آرڈر یا پھر ڈرافٹ کے
ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں
نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org
سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جا سکتا ہے۔
تنظیمِ اسلامی
مزید معلومات کیلئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے
فون نمبرز: 36316638/36366638 فیکس: 36313131
Email:markaz@tanzeem.org
67/اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور۔